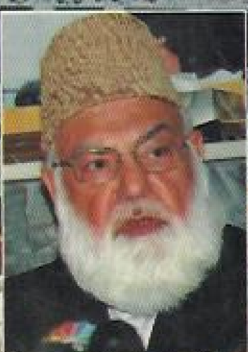
کس نے کیا کہا؟

حضرت مولانا

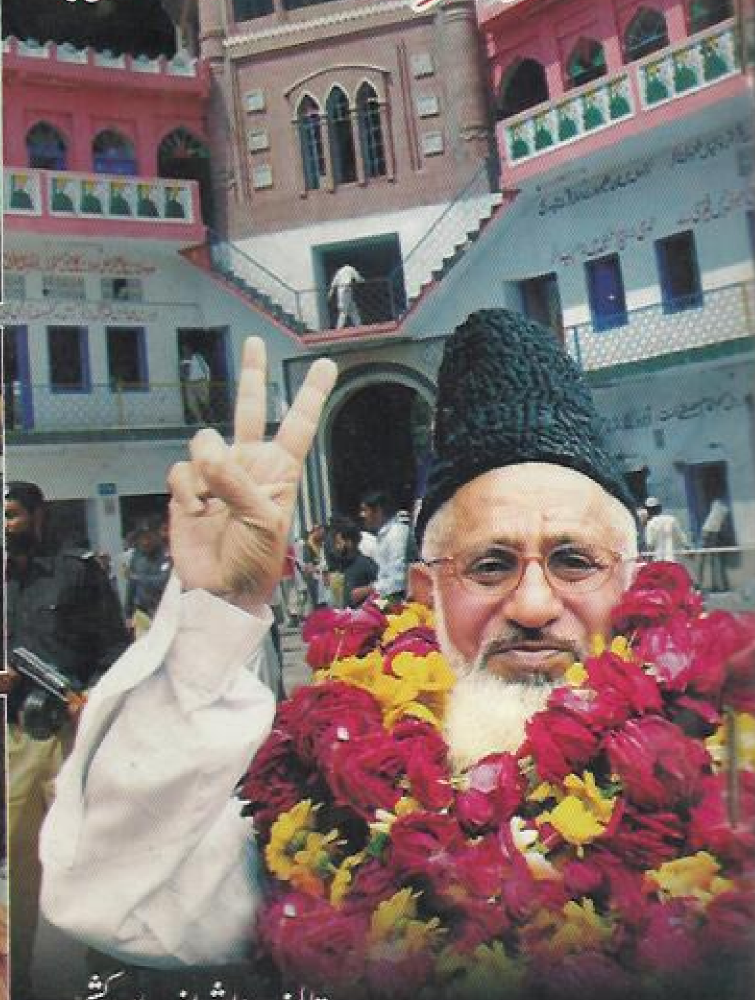
ڈاکٹر سرفراز نعیمی رح شہید











تالیف: اشراف بن کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

زیب سجادہ

کوٹلی گلہار شریف کے نام

نذرانہ عقیدت

مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی گوہر نایاب کا نام ہے۔ ڈاکٹر صاحب سے میری ملاقات ان دنوں میں ہوئی کہ جب عامر چیمہ شہید ہوئے تھے۔ ان دنوں میں عامر چیمہ شہید پر کتاب لکھ رہا تھا۔ میں نے چاہا کہ علماء کے تاثرات لئے جائیں۔ کافی علماء اور سیاسی لیڈروں کے تاثرات قلمبند کیئے۔ وہاں میری خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر صاحب کے تاثرات لوں۔ اسی خواہش کو دل میں لئے ان سے ملا۔ ڈاکٹر صاحب ایک بہت بڑی فہم وفراست کے مالک تھے۔ عامر چیمہ شہید کا نام سنتے ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ایک لمبی آہ بھری اور کہا کہ عامر چیمہ پر تشدد کیا گیا۔ لیکن جو مرتبہ اسے نصیب ہوا وہ ہم جیسوں کو کب ملتا ہے۔

لیکن آج جب میں یہ سطور تحریر کر رہا ہوں تو مجھے دکھ بھی ہے اور خوشی بھی، دکھ اس لئے کہ پاکستان ایک عالم دین سے محروم ہو گیا اور خوشی اس لئے کہ انہیں شہادت کا مرتبہ حاصل ہوا۔

(اشرف بن کشمیر)

ڈاکٹر سرفراز نعیمی

کی زندگی کا مختصر جائزہ

پیدائش و تعلیم

ڈاکٹر سرفراز نعیمی 1945ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دالگراں مسجد برانڈرتھ روڈ سے حاصل کی، مڈل اور میٹرک گورنمنٹ اقبال ہائی سکول گڑھی شاہو سے کیا۔ 1966ء میں درس نظامی کا آغاز کیا۔ آپ کے ابتدائی اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد حسین نعیمی اور صوفی اعجاز صاحب تھے۔ درس نظامی کے ساتھ ساتھ ایف اے اور بی اے کا امتحان پاس کیا۔ 1972ء میں لاہور بورڈ سے فاضل عربی میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ بعد ازاں ایم اے عربی اسلامیات اور ایم او ایل کیا۔ 1982ء میں پنجاب یونیورسٹی ہی سے ایل ایل بی کیا اور 1086ء میں جامعۃ الازہر (مصر) سے مدارس دینیہ کے علماء وفضلاء کے لئے ترتیب دئے گئے نصاب

شہادۃ الفراغ کا کورس کیا۔ اس کے بعد 1992ء میں پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

سیاسی خدمات:

آپ 1998ء تا 2000ء اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر رہے۔ اس کے بعد متحدہ پنجاب علماء بورڈ کا ممبر بنایا گیا اور 2002ء میں مدارس اہل سنت پاکستان کا ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ 2006ء مین اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کا سکریٹری جنرل منتخب کیا گیا اور اب اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے ہی ناظم اعلیٰ تھے، علاوہ ازیں تحفظ ناموس رسالت محاذ اور دفاع اسلام محاذ کے سربراہ بھی تھے۔

جامعہ نعیمیہ میں نظامت کی ذمہ داری:

1998ء میں بانی جامعہ مفتی محمد حسین نعیمی کی وفات کے بعد ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی ادارے کی نظامت کی ذمہ داری نبھا رہے تھے۔ اپنے والد ماجد کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ ڈاکٹر صاحب جہاں سادگی و دوریشی کے پیکر تھے وہاں جابر حکمرانوں کے سامنے فضل حق خیر آبادی کی سی للکار سے بھی متصف تھے۔ آپ جہاں علوم دینیہ میں دسترس رکھتے تھے وہاں علوم عصریہ اور کئی ایک زبانیں زیور سے بھی آراستہ تھے۔ آپ اپنی محنت، تجربہ اور قائدانہ

صلاحیتوں کی بدولت دینی حلقوں میں ہر دل عزیز تھے۔ ہر تحریک اور تنظیم ڈاکٹر صاحب کی قیادت کے بغیر ادھوری نظر آتی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ بیک وقت کئی تنظیمات کی ذمہ داری کو بطرز احسن سرانجام دے رہے تھے۔ ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی نے ایک عظیم باپ کے بیٹے ہونے کے ناطے کبھی احساس برتری میں مبتلا نہ ہوئے، سستی اور آرام طلبی کو کبھی اپنا شعار نہ بنایا۔ آپ عیش کوشی کے وجہ سے اسلاف اور بزرگوں کے کارناموں پر سوالیہ نشان نہیں بنے۔ قبلہ مفتی محمد حسین نعیمی نے بھی ان کو صاحبزادگی کے جراثیموں سے محفوظ رکھا تاہم ڈاکٹر صاحب نے بھی بہترین ثمرات کی حامل متحرک زندگی گزاری۔

اتحاد کے داعی:

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی نے اتحاد اہل سنت کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ جب 2006ء میں تحفظ ناموس رسالت محاذ کی تحریک میں حصہ لینے کی وجہ سے سلاخوں کے پیچھے تھے تو اس وقت اہل سنت کی تمام دینی و مذہبی جماعتوں نے اتحاد پیدا کرنے کیلئے جامعہ رضویہ راولپنڈی میں ایک اجلاس منعقد کیا اور حضرت پیر سید حسنات شاہ صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی، جس میں ڈاکٹر نعیمی، مفتی محمد خان قادری اور

جناب خالد حبیب الٰہی ایڈووکیٹ تھے، اس کمیٹی نے پورے پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں اہل سنت والجماعت کے قائدین اور عہدیداران کے ساتھ انفرادی اور مشترکہ میٹنگ کی۔ جامعہ نعیمیہ لاہور میں ایک اجلاس ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ پاکستان (فضل کریم گروپ) اور نظام مصطفی پارٹی نے شرکت کی۔

سماجی کاوشیں

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی جامعہ نعیمیہ کو معاشرے کیلئے فعال اور سرگرم بنانے کیلئے ہمیشہ کاربند رہے۔ ڈاکٹر صاحب جامعیہ کو اس امر کا علمبردار بنانا چاہتے تھے کہ قوم ملت کی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ منفرد راہوں پر عمل پیرا ہو جائے۔ چنانچہ 1965ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ میں جامعہ نعیمیہ کے ایک دستے کو جانباز فورس کا نام دیا گیا اور عملاً جنگ میں شرکت بھی کی۔ طلبہ نے 1970ء میں تحریک نظام مصطفی میں اپنا کردار ادا کیا۔ ضیاء الحق کے دور میں اسلامی اقتدار اور نفاذ دین میں حصہ ادا کرنے کیلئے قاضی کورس کا اجراء کیا تاکہ ایسے افراد پیدا کئے جائیں جو ذہنی اور فکری طور پر انگریزوں کے غلام نہ ہوں بلکہ اسلامی نظام کو نافذ کر کے صحیح دادرسی کر سکیں۔ 2001ء میں جب مشرف حکومت

نے 295 سی ختم کرنے کا عندیہ ظاہر کیا تو اس وقت جامعہ کے طلبہ اور اساتذہ نے اپنا کردار ادا کیا اور جیلوں کی سختیاں برداشت کیں۔ جب 2006ء میں ڈنمارک اور ناروے میں توہین رسالت پر مبنی کارٹونوں کی اشاعت ہوئی تو پھر بھی جامعہ کے طلباء نے جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے پابند سلاسل ہو کر دنیا کو پیغام دیا کہ عزت اور ناموس مصطفی ﷺ کی خاطر ایسے طلبہ پیچھے رہ جانے والے نہیں۔

([illegible])

تحفظ ناموس رسالت ﷺ محاذ:

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی نے تحفظ ناموس رسالت محاذ اس وقت تشکیل دیا جب مشرف حکومت کو 295 سی کے نفاذ میں کامیابی نہ ہوئی اور 295 سی کے طریقہ کار میں اس انداز سے تبدیل کرنے کی ناکام کوشش کی گئی کہ توہین رسالت کے مرتکب شخص کو راہ فرار دی جائے۔ اس موقع پر لاہور کی اہل سنت کی تمام سیاسی، تعلیمی جماعتوں کے مشترکہ پلیٹ فارم سے تحفظ ناموس رسالت محاذ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

تبلیغی دورے:

آپ نے دین اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں کثیر ممالک کے دورے

کئے جن میں یورپی و مغربی ممالک کے علاوہ سعودی عرب، ایران، مالٹا، لبیا، بھارت اور ساؤتھ افریقہ شامل ہیں۔ آپ شاگردوں میں بھی موریشس، ساؤتھ افریقہ، جرمنی، ناروے، عرب امارت، بنگلہ دیش، نیپال، امریکہ اور برطانیہ شامل ہیں۔ جنہوں نے قبلہ ڈاکٹر صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور اپنے اپنے ممالک میں تبلیغی سرگرمیاں انجام دے رہے ہیں۔

(اشراف بن کشمیر)

آپ کا مشن جاری رہے گا

ہر مشکل وقت میں ہمت و حوصلے اور شفقت سے لبریز ایک آواز سنائی دیا کرتی تھی۔ آواز دینے والا کہا کرتا تھا...... ''گھبرانا نہیں، ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہیں، آپ کے اور ہمارے دشمن مشترکہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرے گا۔''

افسوس کہ ہر مشکل وقت میں حوصلہ دینے والی یہ آواز پھر کبھی سنائی نہ دے گی۔ یہ آواز ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کی ہوا کرتی تھی۔ ان کے ساتھ نیاز مندی کافی پرانی تھی لیکن قربت گیارہ ستمبر 2001ء کے بعد پیدا ہوئی۔ جنرل پرویز مشرف نے افغانستان پر حملے کیلئے امریکہ کو پاکستان میں ہوائی اڈے فراہم کیے تو ڈاکٹر سرفراز نعیمی بھی اس فیصلے کی مخالفت کرنے والوں میں پیش پیش تھے۔ مشرف حکوت نے انہیں پیغام بھیجا کہ وہ حکومت پر تنقید بند کریں ورنہ انہیں محکمہ اوقاف کی ملازمت سے فارغ کر دیا جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب پر اس پیغام کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اسلام آباد میں تمام مکاتب فکر کے علماء

کا ایک اجلاس ہوا جس میں متفقہ طور پر امریکہ کو پاکستان کے ہوائی اڈے فراہم کرنے کی مذمت کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس اجلاس میں شرکت کی اور کچھ عرصہ کے بعد انہیں سرکاری ملازمت سے فارغ کر دیا گیا۔ 2005ء میں ڈنمارک کے ایک اخبار نے نبی کریم حضرت محمد کے توہین آمیز خاکے شائع کیے تو دنیا بھر کے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے تحفظ ناموس رسالت کے نام سے ایک محاذ قائم کیا اور احتجاج شروع کر دیا۔ مشرف حکومت کو یہ احتجاج سخت ناپسند آیا اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو دہشت گردی ایکٹ کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ انہی دنوں آرمی ہاؤس راولپنڈی میں ایک بریفنگ کے دوران اس خاکسار نے جنرل پرویز مشرف سے یہ پوچھنے کی جسارت کر ڈالی کہ آپ نے ایک بزرگ عالم دین ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو دہشت گردی کے الزام میں پابند سلاسل کیوں کر رکھا ہے؟ سوال سن کر حاکم وقت بھڑک اُٹھا اور رعونیت آمیز لہجے میں بولا۔ ''عالم دین ؟کون دین یہ تو دو ٹکے کا مولوی ہے جسے نواز شریف نے خرید رکھا ہے اور یہ پاکستان میں دہشت گردی کرتا ہے میں تو اس کو نہیں چھوڑوں گا۔'' میں نے گزارش کی اور عرض کیا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی اور مفتی منیب الرحمٰن ان علماء میں سے ایک ہیں جو پاکستان میں خودکش حملوں کی مخالفت کر رہے ہیں یہ آپ سے اختلاف رائے کر سکتے ہیں لیکن ان علماء کا دہشت گردی سے دور کا بھی

واسطہ نہیں۔ حاکم وقت کچھ سننے کیلئے تیار نہ تھا لیکن چند ہفتوں کے بعد کوئی ٹھوس ثبوت دستیاب نہ ہونے کے باعث انسداد دہشت گردی کی عدالت کو ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی رہائی کا حکم جاری کرنا پڑا۔

3 نومبر 2007 کو جنرل پرویز مشرف نے ایمرجنسی نافذ کرنے کے بعد میڈیا پر پابندیاں عائد کر دیں۔ یہ خاکسار ان پانچ ٹی وی اینکرز میں شامل تھے جو کم وبیش چار ماہ تک ٹی وی اسکرین سے غائب رہے۔ پابندی کے دنوں میں لوگ ہم سے ہمدردی کیا کرتے تھے لیکن ڈاکٹر سرفراز نعیمی ہمیشہ مجھے مبارکباد دیا کرتے۔ ان کا کہنا تھا کہ جنرل پرویز مشرف مسلمانوں کے دشمنوں کا اتحادی ہے اور ایسے شخص کی نفرت کا نشانہ بننا کسی بھی سچے مسلمان کیلئے فخر کی بات ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی ہمیشہ کہا کرتے کہ جنرل پرویز مشرف نے پاکستان میں تشدد اور عسکریت پسندی کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت فروغ دیا تاکہ امریکہ مشرف کو اپنی ضرورت سمجھتا رہے۔ انہوں نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ درجنوں مرتبہ کہا کہ جب تک امریکہ کی فوجیں افغانستان میں موجود ہیں اس خطے میں امن قائم نہ ہوگا۔ اکتوبر 2008ء میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے ملک بھر کے علماء کو لاہور میں اکٹھا کیا اور خودکش حملوں کی مذمت میں ایک فتویٰ جاری کیا۔ اس سال یکم مارچ کو انہوں نے جامعہ نعیمیہ لاہور میں اپنے والد مفتی محمد حسین نعیمی کی یاد میں ایک سیمینار منعقد

کیا جس میں مسلم لیگ (ن) کے قائد نواز شریف، پیر علاؤالدین، صاحبزادہ فل کریم اور دیگر زعماء کے علاوہ مجھے بھی مدعو کیا گیا۔ جامعہ نعیمیہ کے احاطے میں بنائے گئے اسٹیج پر بلٹ پروف نصب کیا گیا تھا۔ اس شیشے کو دیکھ کر نواز شریف کہنے لگے کہ موت کا ایک دن مقرر ہے، جس دن موت آتی ہے یہ بلٹ پروف شیشہ کسی کو نہیں بچا سکتا۔ یہ سن کر ڈاکٹر سرفراز نعیمی بولے کہ موت کا واقعی دن مقرر ہوتا ہے لیکن آپ کی حفاظت کیلئے تدابیر کرنا بھی ہم میزبانوں کا فرض تھا۔ اُس دن ڈاکٹر صاحب بڑے خوش تھے۔ اس سیمینار میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے کھل کر کہا کہ پاکستان کو درپیش تمام مسائل کی وجہ امریکی غلامی ہے جب تک ہم اس غلامی کو نہیں چھوڑیں گے ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔

اس واقعے کے چند ہی دنوں کے بعد معزول ججوں کی بحالی کیلئے لانگ مارچ ہوا۔ ایک مذہبی جماعت کے سربراہ نے اس لانگ مارچ کو صرف ایک صوبے کے تحریک قرار دے کر متنازع بنانے کی کوشش کی حالانکہ لانگ مارچ کا آغاز سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر علی احمد کرد کوئٹہ سے کیا تھا۔ معزول ججوں کی بحالی کی تحریک کو متنازع بنانے کی کوشش کرنے والے گروہ کا سیاسی وفکری ماجی سامنے لانے پر میرے خلاف مظاہرے ہوئے اور کھلم کھلا قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ ایک مرتبہ پھر ڈاکٹر سرفراز نعیمی

مجھے اپنے پیچھے کھڑے نظر آئے۔ وہ کئی دن تک مسلسل روزانہ فون کر کے میری خیریت دریافت کرتے تھے بلکہ انہوں نے لاہور اور کراچی میں اس ناچیز کے حق میں جلوس بھی نکال ڈالے۔ یہ میرے لیئے کسی اعزاز سے کم نہیں کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب نے جامعہ نعیمیہ کے طلبہ کے ہمراہ میرے حق میں آواز بلند کی۔ شہادت سے چند دن پہلے انہوں نے پھر فون کیا اور مجھے محتاط رہنے کی تاکید کی۔ میں نے ان کی تاکید کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا کہ حضرت میری فکر چھوڑیں آپ اپنی فکر کریں۔ انہوں نے تصدیق کی کہ وہ بھی خطرات محسوس کر رہے ہیں لیکن دوسرے ہی لمحے انہوں نے ایک سیمینار کے بارے میں صلاح مشورہ شروع کر دیا۔

اُن کا خیال تھا کہ ملک کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء کو جامعہ نعیمیہ یا کسی اور مقام پر اکٹھا کر کے ملکی مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شخصیت فرقہ واریت سے بالا تھی۔ 12 جون کو انہیں خودکش حملے میں شہید کرنے والوں کی پوری کوشش کی تھی کہ لاہور میں بریلوی اور دیوبندی لڑائی شروع ہو جائے لیکن ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے سمجھدار شاگردوں نے یہ سازش ناکام بنا دی۔ ڈاکٹر صاحب اپنی زندگی میں اس سازش کی بو سونگھ چکے تھے اور اپنے کئی احباب سے کہہ چکے تھے کہ جس طرح امریکہ نے عراق میں شیعہ سنی فسادات کرائے اب پاکستان

میں بریلوی دیوبندی فساد کی سازش کی جا رہی ہے۔ڈاکٹر سرفراز نعیمی پہلے عالم دین نہیں جنہیں خودکش حملوں کی مخالفت پر موت کی نیند سلایا گیا۔ 18 ستمبر 2007ء کو پشاور میں مولانا حسن جان کو بھی اسی لئے شہید کیا گیا کہ وہ خودکش حملوں کی مذمت کرتے تھے۔ان کا تعلق جمعیت علمائے اسلام سے تھا اور وہ افغانستان میں امریکی فوج کی موجودگی کو تمام مسائل کی وجہ سمجھتے تھے۔عجیب بات ہے کہ بیت اللہ محسود اور اس کے ساتھی مولانا حسن جان اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی جیسے علماء کو شہید کر رہے ہیں جو امریکہ کے مخالف ہیں جبکہ امریکہ کے اعلانیہ حامیوں کے لئے ان کی دھمکیاں صرف زبانی کلامی ہوتی ہیں۔بیت اللہ محسود امریکہ کے مخالفوں کا صفایا بھی کر رہے ہیں اور امریکہ کی شروع کردہ جنگ پھیلانے اور اپنانے کا سامان بھی پیدا کر رہے ہیں۔یہ ایک بہت بڑی سازش ہے اور اس سازش کو سمجھنے کیلئے جامعہ نعیمیہ لاہور میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو اکٹھے ہونے کی ضرورت ہے۔علماء کو متحد کرنا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کا مشن تھا۔ان کی آواز اب کبھی سنائی نہ دے گی لیکن ہمیں ان کا مشن جاری رکھنا چاہیے۔بشکریہ جنگ (حامد میر)

شہید سرفراز نعیمی کی

سرفراز؟

ڈاکٹر علامہ فراز احمد نعیمی شہید نے خودکش حملے کو حرام قرار دیا تھا۔ پاکستان میں بسنے والے کروڑوں لوگوں کیلئے آپ کے فتوے کی بہت اہمیت تھی۔ قاتل اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو ختم کر کے انکا نظریہ ختم کر دیا ہے تو وہ جان لیں کہ اس فتوے کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے، کیونکہ اب اس پ ڈاکٹر صاحب کے خون کی مہر بھی ثبت ہو چکی۔ ظالموں نے ایک ایسے جلیل قدر، درویش صفت جید عالم کو شہید کر دیا جس کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ پردے کے پیچھے چھپا قاتل اب رسوا ہو کر رہے گا، مگر افسوس کہ آلہ کار اندھا قاتل نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہا ہے، رہ چلتے بے گناہ شہریوں کو ہلاک کرنا

کہاں کی انسانیت ہے۔ جید علماء کو شہید کرنا کہاں اسلام کی خیر خواہی ہے۔ مسجدوں کو شہید کرنا اور پھر اس میں موجود قرآن پاک کی بے حرمتی ہونا کس مسلمان کو گوارا ہے؟ ان سوالوں کا جواب بہت واضح ہے کہ قاتل سوچ چاہتی ہے کہ مسجدیں ویران ہو جائیں اور پاکستان کو کئی حصوں میں کاٹ دیا جائے یہ وہی سوچ ہے جو دنیا بھر کے مسلمانوں پر حملہ آور ہے جو کبھی بھی ایک مضبوط اسلامی ریاست کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اپنی جنگ دوسروں کے گھر چھیڑ کر تباہی کا تماشا دیکھنے والا یہ دشمن درحقیقت تیسرا مقصد حاصل کرنے کے ایجنڈے پر کام کرنے کا ماہر ہے، دوسری قاتل سوچ وہی سوچ ہے جس نے پاکستان کے وجود کو پہلے دن سے ہی تسلیم نہیں کیا، جس نے ہم پر جنگیں مسلط کیں، جس نے ہمارے پاکستان کو دولخت کیا، جس نے بڑی ڈھٹائی سے کشمیر پر آج تک غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے، ہم کیسے بھول سکتے ہیں ایسے دشمن کو۔ دشمن کے آلہ کاروں کو کہاں سے مدد ملتی ہے، پیسہ، اسلحہ اور وافر مقدار میں بارود کہاں سے آتا ہے، جب تک اس کی ترسیل ختم نہیں کی جائے گی ہم اس جنگ کو سمیٹ نہیں سکتے۔ جب تک ہم میں سپلائی لائین نہیں کاٹی جائے گی او جب تک آلہ کاروں اور حقیقی دشمنوں کے رابطے کو ختم نہیں کیا جائے گا یہ جنگ ختم نہیں ہوگی۔ قاتل ہاتھ کو مروڑ کر اسے ایسی اذیت میں مبتلا کرنا ہوگا کہ جس کی وجہ سے اس کی توجہ ہٹ جائے۔ یہ پوری پاکستانی قوم کی آواز ہے۔

ہم امن چاہتے ہیں مگر ہم پر جنگ مسلط کر دی گئی ہے۔، تو پھر ہم یہ جنگ مردانہ وار لڑیں گے او اصلی دشمن کے خلاف لڑیں گے، بھارت، افغانستان میں اپنے اڈے ختم کرے ورنہ پاکستان کی سترہ کروڑ عوام اٹھ کھڑی ہوئی تو دنیا بھر میں اس کا ہر اڈا بند ہو جائے گا۔ ہم ملک کی حفاظت کرنا جاتے ہیں تم اچھی طرح جانتے ہو جب ہم ڈٹ جاتے ہیں تو ایک میجر عزیز بھٹی شہید اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ تمہارے ارادے ملیا میٹ کر دیتا ہے، آج بھی لاہور کے بہادر شہریوں کا جذبہ وہی ہے جو اس وقت تھا کہ ہر شخص اپنے سپاہیوں کے شانہ بشانہ دشمن سے لڑنا چاہتا تھا۔ آج بھی ہمارا ہر شہری پورے حوصلے سے ہے اور حقیقی دشمن کے خلاف اڈا بیٹھا ہے گویا شہر لاہور پکار کر کہہ رہا کہ ہم اپنی لاشیں اٹھائیں گے ضرور مگر دفن کریں گے دشمن کے ناپاک ارادوں کو۔ اب تک تو جنگ دشمن نے ہم پر مسلط کر رکھی مگر جب پاکستان کا ہر پیر و جوان سر بکف ہو کر میدان جنگ میں اترا تو اصلی جنگ تب شروع ہوگی اور وقت آنے والا ہے ہم چپ چاپ یہ منظر نہیں دیکھیں گے۔ عالمی درندو! ہمیں ہماری ماؤں، بہنوں کی چادر کی قسم ہم تمہارے ناپاک ارادے خاک میں ملا دیں گے، پاکستان کبھی ختم نہیں ہوگا۔ ہم خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے اور خدا کی قسم ہمارے خون کے آخری قطرے تک تم پاکستان کے وجود کو ختم نہیں کر سکتے۔ شہیدوں کا خون کے آخری قطرے تک تم پاکستان

کے وجود کو ختم نہیں کر سکتے۔ شہیدوں کا خون ضرور رنگ لائے گا۔ وطن کے عظیم سپوت شہید مفتی سرفراز نعیمی نے بلاشبہ وطن کی حفاظت کیلئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ان کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی، شہادت مسلمان کیلئے بڑی سرفرازی ہے۔ شہید سرفراز نعیمی کی سرفرازی پر پوری قوم انہیں سلام پیش کرتی ہے۔

پاکستان کو عراق
بنانے کی سازش

مفتی سرفراز احمد نعیمی کی دہشت گردی کے اندوہناک سانحہ میں المناک شہادت محض ایک جید عالم دین کا قتل ہی نہیں بلکہ ایک ایسی سازش ہے جس کا مقصد پاکستانی معاشرہ کو مذہبی فرقہ بندی کی ایک اور ایسی تقسیم کی طرف دھکیلنا ہے تا کہ پہلے سے ہمارے متزلزل قومی و مذہبی اتحاد کو تار تار کر دیا جائے اور مذہب کے نام پر قتل و غارت کا یہاں وہ بازار گرم ہو جس میں کوئی مسجد، کوئی عالمِ دین، کوئی فرد، کوئی گھر اور کوئی شہر محفوظ نہ رہ سکے۔ ڈاکٹر سرفرا نعیمی صاحب کی شہادت پاکستان میں ایک ایسے فتنہ کا بیج بونے کی کوشش ہے کہ یہاں عراق جیسے حالات پیدا کیے جا سکیں اور ملک خانہ جنگی کی ایک ایسی حالت کو پہنچ جائے، جہاں ہمارے دشمن کے لئے پاکستان کو تقسیم اور اس کے ایٹمی

ہتھیاروں پر قبضہ کرنا بآسانی ممکن ہو جائے۔ ہمارے ہاں بھی شیعہ سنی فسادات قابو میں نہیں کہ اب دیو بند اور بریلوی مسلکی اختلافات کو دشمنی میں تبدیل کیا جا رہا ہے اور یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اس نئی سازش کا تعلق سوات میں ملٹری آپریشن کے fallouts سے ہے، جس کا شاید ہم میں سے کسی نے سوچا بھی نہ تھا۔ معلوم نہیں کہ ابھی ہمیں اور کیا کچھ دیکھنا باقی ہے۔

مفتی سرفراز نعیمی صاحب کی شہادت کے اگلے روز متین صلاح الدین لکھتے ہیں کہ دو تین ہفتہ قبل ان کی مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی، جس میں انہوں نے پاکستان کے موجودہ حالات کے حوالے سے سوال کیا جس کے جواب میں مولانا فرمانے لگے ''امریکا اور بھارت چاہتے ہیں کہ پاکستان کو توڑ دیا جائے اور ہمارے ایٹمی پروگرام کو تباہ کر دیا جائے'' جب ان سے طالبان کے نام پر پاکستان میں امریکا اور ''را'' کی اپنے ایجنٹوں کے ذریعے تخریبی کاروائیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو مفتی نعیمی صاحب کا کہنا تھا 'ہم افغانستان کے اصل طالبان کی بات نہیں کرتے .... ہم ان کے خلاف ہیں جو دین کا نام لے کر ملک توڑنے کی سازش کر رہے ہیں اور جان بوجھ کر مزاروں اور مساجد کو نشانہ بنا رہے ہیں۔'' متین صلاح الدین مزید

لکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا دیکھئے مولانا مسئلہ تو بنیادی طور پر یہی ہے کہ امریکا نے معصوم افغان مسلمانوں کے خلاف جنگ شروع کی اور غدار جوفی ڈکٹیٹر مشرف نے اس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور امریکا کے خلاف جہاد کرنے والوں کے خلاف لڑنا شروع کر دیا.... اور اب امریکا یہاں شورش بپا کر کے ہمارے ملک میں فوجی مداخلت کا جواز پیدا کرنا چاہتا ہے۔ کچھ اور گفتگو ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ مولانا آپ ان سب معاملات پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور ہمارا ان باتوں پر اتفاق ہے تو فرمایئے کہ اس صورتحال کا کیا حل ہے؟ مولانا شہید نے اس امر پر اتفاق فرمایا کہ ایسی کوشش کی جائے کہ ایک بنیادی نکتے پر علمائے کرام اور محبِّ وطن حلقوں کو اکٹھا کیا جائے اور وہ یہ کہ باقی سب بھول کر ملک بچانے کے لئے امریکی غلامی سے نجات حاصل کی جائے.... امریکا کی پالیسی سے جان چھڑائی جائے۔ اربابِ اختیار کو مجبور کیا جائے کہ 11/9 کے بعد کے مشرف کے فیصلے کو واپس لیکر پاکستان، افغان سرحد سیل کر دے۔ یہ واضح کر کے کہ افغان طالبان سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں، شر پسندوں کو کچل دیا جائے...... مضمون کے آخر میں متین صاحب لکھتے ہیں۔ ''جامعہ نعیمیہ پر حملہ وطنِ عزیز کی سرحدوں کے اندر سے نہیں باہر سے ہوا ہے۔ دشمن ملکی اختلافات کو

دشمنی میں تبدیل کر کے ایک نہ بجھنے والی آگ بھڑکا کر ہمارے گھر کو خاکستر کرنا چاہتا ہے۔ مولانا شہید کے چاہنے والے اور عقیدت مند انجانے میں دشمن کی گھناؤنی سازش کا آلہ کار بننے سے خود کو بچا کر ان کا مشن پورا کریں۔''

مفتی سرفراز شہید کی جانب سے ملک کو درپیش دہشت گردی اور عسکریت پسندی جیسے مسائل کے حل کے لئے دی گئی تجویز بھی وہی ہے جو ایک سنجیدہ طبقہ کی طرف سے بار بار پیش کی جارہی ہے یعنی امریکا کی غلامی سے آزادی اور 11/9 کے نتیجے میں جنرل مشرف کی طرف سے اختیار کی گئی مسلم کش نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ سے پاکستان کی لاتعلقی۔ لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت اس اصل مرض کی تشخیص کے باوجود محض ظاہری اثرات پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔ امریکا کے ڈر اور ڈالروں کی لالچ میں ہمارے حکمران مشرف کی پالیسی کو نہ صرف برقرار رکھے ہوئے ہیں بلکہ ان کی کمزوریوں نے امریکا کو پاکستان پر مزید مسلط کر دیا ہے جس کی وجہ سے آگ اور خون کی ایک ایسی ہولی یہاں کھیلی جارہی ہے، جس کو اگر روکا نہ گیا تو تباہی ہمارا مقدر ہوگی۔ صدر آصف علی زرداری نے بعد از نصف شب قوم سے خطاب میں، جب کہ لوگوں کی اکثریت محوِ خواب

تھی، اس بات کا عہد کیا کہ وہ دہشت گردوں کے خلاف آخری حد تک جنگ لڑینگے۔ صدر زرداری امریکی خواہش کے مطابق طاقت کے ذریعے دہشت گردی، عسکریت پسندی اور طالبانائزیشن کے حل پر بضد ہیں۔ صدر کی طرف سے سوات میں کنٹونمنٹ کے قیام اور فوج کی تنخواہ میں اضافہ بلاشبہ ایک خوش آئندہ اقدام ہے مگر کاش ہمارے حکمران دشمن کی اس سازش کو سمجھ سکیں، جس کی وجہ سے ہمارے نوجوان خودکش بم بار بن کر اپنے ہی ہم وطنوں کی جانیں لے رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھیار تھما دیئے گئے ہیں جس کا نشانہ ان کی اپنی فوج اور پولیس ہیں۔ ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں جہاں بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیا گیا ہے۔ مفتی نعیمی کو شہید کرنے کا مقصد اس دشمنی کو مزید پھیلانا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ آنے والے دنوں میں کچھ اور علماء حضرات کو دشمن اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنانے کی کوشش کرینگے تاکہ فرقہ واریت کے ایک نئے دور کا یہاں آغاز کیا جا سکے۔ ان حالات میں حکومت سیاسی جماعتوں او علماء حضرات کو مل بیٹھ کر اس بنیادی حل کی طرف قدم بڑھانا ہوگا جس کا ذکر مفتی نعیمی صاحب نے اپنی گفتگو میں کیا۔ مزید معصوموں کی جانوں کو بچانے کے لئے حکومت کو امریکا کی دہشت گردی کے خلاف جنگ سے جان چھڑانی پڑے گی۔ [ادارہ]

حملوں کے خاتمہ کے لئے ایک واضح حکمت عملی پر عمل پیرا ہونا پڑے گا۔ سوات اور قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن روک کر طالبان سے بات چیت کر کے سیاسی اور پرامن حل کی طرف قدم بڑھانا ہوگا۔ اگر مغربی طاقتیں اپنے معصوم لوگوں کی جانوں کو بچانیکی خاطر شمالی آئر لینڈ میں دہشت گردوں کے ساتھ بات کر سکتی ہیں اور اس عمل کی مکمل حمایت کر سکتی ہیں تو ہم ایسا کیوں نہیں کر سکتے اور ہمارے لئے ایسا کرنے میں امریکا کی طرف سے کیوں ممانعت ہے۔ آپریشن سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ مزید گمبھیر ہوجاتے ہیں۔ لال مسجد ملٹری آپریشن نے اس ملک میں خودکش بم باروں کی ایک نہ ختم ہونے والی کھیپ تیار کی۔ جیسا کہ توقع تھی، موجودہ سوات ملٹری آپریشن نے بھی دہشت گردی کے واقعات میں نہ صرف بے پناہ اضافہ کر دیا ہے بلکہ اس ے ایک نیا مگر انتہائی سنگین رخ دے دیا۔ نا اہل اور نا سمجھ سیاسی قیادت نے فوج کو ایک ایسی جنگ میں جھونک دیا جو کبھی جیتی نہیں جا سکتی۔ فوجی آپریشن نے مسائل کو نہ کبھی پہلے حل کیا نہ اب کر سکتے ہیں۔

توقع یہ تھی کہ سوات آپریشن چند ہفتوں میں ختم ہو جائے گا مگر یہ طول پکڑتا جا رہا ہے۔ حقیقت میں نجانے ان میں سے کتنے واقعی عسکریت پسند اور دہشت گرد تھے، یہ شاید کبھی معلوم نہ ہو سکے گا۔

دہشتگردی کے واقعات میں جاں بحق ہونے والوں کی کوئی گنتی نہیں اور اب ان واقعات میں کافی حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ فوج کے خلاف لڑنے والوں کو بیرونی امداد کھلے عام مل رہی ہے اور بھاری مقدار میں امریکی اسلحہ پکڑا جا چکا ہے۔ ایسے میں دانش کا تقاضا ہوگا کہ حکومت اپنی موجودہ حکمت عملی میں تبدیلی لائے ورنہ معصوموں کا خون مزید بہنے سے کوئی نہیں روک سکتا اور شاید امریکا، ایک اور عراق بنانے میں کامیاب ہو جائے۔

گو قتل ہو گیا ہوں ظالم کے ہاتھ سے

اک بیج خودسری کا بو گیا ہوں میں

علامہ سرفراز نعیمی کی شہادت سے

حق کی آواز بلند ہوگی

سوات میں جاری آپریشن راہ راست کے ردعمل میں ملک بھر میں خودکش حملوں کا سلسلہ جاری ہے جس میں بہت سے معصوم اور بے گناہ افراد شہید ہو چکے ہیں۔ گذشتہ دنوں بھی ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس نے ملک میں پھیلی افراتفری اور بے چینی میں مزید اضافہ کر دیا۔ لاہور میں ہونے والے خودکش حملے میں درویش صفت عالم دین ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز نعیمی کو جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، میں شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس حملہ میں 5 دیگر افراد بھی شہید ہوئے۔ مولانا محمد سرفراز نعیمی نماز جمعہ کے بعد مسجد سے ملحق دفتر میں لوگوں سے مل رہے تھے کہ اس دوران ایک 16 سے 18 سال کے خودکش حملہ آور نے خود کو دھماکے سے اڑا دیا۔ حملے کے فوراً بعد مولانا محمد

سرفراز نعیمی کو زخمی حالت میں ہسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ وہ راستے میں ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ اس حملے میں 10 سے 20 کلو وزنی دھماکہ خیز مواد استعمال کیا گیا۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ جامعہ نعیمیہ کی کھڑکیاں، دروازے اور شیشے ٹوٹ گئے اور 10 فٹ گہرا گڑھا پڑ گیا۔

تمام لوگوں کے لئے قابل قبول اور تمام مسالک کے نزدیک قابل احترام مولانا محمد سرفراز نعیمی کو دہشت گردوں نے کیوں نشانہ بنایا؟ کیا ان کا قصور یہ تھا کہ وہ پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنے کی کوشش کرنے والوں کو آئینے میں ان کا اصل روپ دکھا کر حقیقی اسلام کی طرف لوٹنے کے لئے راغب کرتے تھے۔ جامعہ نعیمیہ بریلوی اہل سنت مسلک کا اہم مرکز ہے اور بطور سربراہ مولانا محمد سرفراز نعیمی نے پاکستان میں ہونے والے خودکش حملوں کو حرام قرار دینے کا فتویٰ جاری کیا تھا۔ اس ادارے کے طلبہ نے سوات میں دہشت گردوں کے خلاف جاری آپریشن کی حمایت میں ریلیاں بھی نکالی تھیں۔ مولانا محمد سرفراز نعیمی نے چند ہفتے قبل خودکش حملوں کو غلط اور خلاف اسلام قرار دیا تھا۔ انہوں نے علماء پر زور دیا تھا کہ وہ اسلام کے منافی اس عمل کے متعلق لوگوں میں آگہی پیدا کر کے اپنا دینی فریضہ انجام دیں۔ انہوں نے حال ہی میں طالبان کے خلاف 21 دینی جماعتوں کے اتحاد کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

مولانا محمد سرفراز نعیمی طالبان کے خلاف نہ تھے بلکہ وہ تو ان لوگوں کے خلاف تھے جو طالبان کے لبادے میں اسلام کا نام استعمال کرتے ہوئے اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔ان کے مطابق ''خودکش حملے حرام ہیں۔کسی کو مذہب کی آڑ لے کر سرعام کوڑے مارنے کی اجازت نہیں ہے۔یہ اسلام کی خودساختہ تشریح کرنے والے مذہبی جنونی افراد کا گروہ ہے جو اپنے خودتراشیدہ اسلام کو بزور طاقت نافذ کرنا چاہتا ہے۔یہ کوئی اور لوگ ہیں جو اسلام اور پاکستان کو بدنام کر رہے ہیں۔خودکش حملہ آور حرام موت مرتے ہیں اور حرام زندگی جیتے ہیں۔جو خودکش حملہ آور جنت کی حرص میں حملہ کرتا ہے اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔فضل اللہ اور محسود امریکی ایجنٹ ہیں ۔امریکہ ہی پاکستان میں دہشت گردی کروا کر میر جعفروں اور میر صادقوں کے ذریعے اسلام کو بدنام کرنے کے درپے ہے۔یہ لوگ اسلام کو سربلند نہیں کر رہے اور استحکام پاکستان کے لئے بھی خطرہ ہیں۔''

مولانا محمد سرفراز نعیمی تو امریکہ اور ان کے حواریوں کے کبھی حامی نہیں رہے۔ایک ایسے شخص کو نشانہ بنا کر جو تمام افراد کے لئے سراپا محبت اور تمام مسالک کے لئے قابل احترام تھا اس سے اسلام کو کوئی سربلندی نہیں ملی ۔اس قابل نفرین وقوعہ سے ان لوگوں کا چہرہ بے نقاب ہو جاتا ہے جو دہشت وقتال کے ذریعے اسلام کی سربلندی کے قائل ہیں اور مختلف گروہوں کو آپس

میں لڑوا کر پاکستان کو عدم استحکام کا شکار بنانا چاہتے ہیں۔ یہ حملہ اس بات کی جانب بھی اشارہ کرتا ہے کہ دہشت گردوں کے گرد گھیرا تنگ ہو رہا ہے اور وہ ان کارروائیوں سے حکومت کو دباؤ میں لا کر اپنی شرائط منوانا چاہتے ہیں جبکہ حکومت کو عزم راسخ کر لینا چاہئے کہ وہ پوری قوت سے ان دہشت گردوں کا مقابلہ کرے گی۔ سوات آپریشن کے بعد مساجد، سیکورٹی فورسز کے قافلوں اور ان کی عمارتوں کو تو نشانہ بنایا گیا لیکن آپریشن کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے جس میں ایک معتبر عالم دین کو ٹارگٹ کر کے قتل کیا گیا۔

خودکش حملے اور مولانا محمد سرفراز نعیمی کی شہادت کے فوراً بعد صدر زرداری اور وزیراعظم گیلانی نے انتہائی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ''دہشت گردی کی ان کارروائیوں سے ہمارے حوصلے پست نہیں ہو سکتے'' اور واقعہ کی فوری تحقیقات کا حکم دیا ہے۔ واقعہ پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے وزیرمملکت تسنیم قریشی نے کہا کہ ''پاکستان بنانے کے لئے ہمارے آباؤ اجداد نے جان و مال کی قربانیاں دیں اور اسے قائم رکھنے کے لئے ہم آج بھی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہیں۔ عسکریت پسند غلط سمجھتے ہیں کہ وہ پاکستان کو متزلزل کر دیں گے۔ آخر کار یہ دہشت گرد اپنے انجام کو پہنچیں گے اور ہم ان کو مایوس کر دیں گے۔ پوری قوم کے اتفاق کے ساتھ مالاکنڈ آپریشن شروع کیا گیا ہے اور یہ آپریشن کامیابی کے مراحل میں داخل ہو چکا ہے۔ ہم ان

دہشت گردوں کو ان کے انجام تک پہنچا کر چھوڑیں گے اور ہم کبھی ہار نہیں مانیں گے۔''

جماعت اسلامی کے سربراہ سید منور حسن نے مولانا محمد سرفراز نعیمی کی شہادت پر اظہار کرتے ہوئے اسے ایک بہت بڑا نقصان قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر عامر لیاقت نے اس افسوس ناک واقعہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ''قوم اس پوری سازش کو سمجھنے کی کوشش کرے اور تمام مسالک احتیاط اور ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی شدید ردعمل ظاہر نہ کریں۔ مجھے فکر ہے کہ ٹارگٹ کلنگ کے ذریعے مفتی منیب الرحمان کی جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔''

دہشت گردی اور دہشت گردوں کے خلاف فتویٰ دینے کے بعد مولانا محمد سرفراز نعیمی کو بارہا جان سے مارنے کی دھمکیاں دی گئیں، مگر نہ تو ان کو پولیس کی جانب سے ذاتی سیکورٹی فراہم کی گئی اور نہ ہی اس مرد درویش نے اس کی ضرورت محسوس کی کہ خدا پر ایمان رکھنے والے اسی کو اپنا محافظ جانتے اور مانتے ہیں۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ موت معینہ وقت سے ٹل نہیں سکتی۔ دہشت گردوں کی کارروائی نے مولانا محمد سرفراز نعیمی کو شہادت کے منصب پر فائز کر دیا ہے۔ دہشت گردوں کی یہ خام خیالی ہی ہے کہ آواز حق بلند ہونا بند ہو جائے گی جو ان کے منفی مؤقف کے خلاف اٹھتی ہے۔ حق کی یہ آواز نہ مٹی ہے اور نہ ہی مٹے گی۔ رب تعالیٰ خلاپُر کرنے کے لئے

مردان کار بھیجتا رہے گا، اسلام کی من مانی تشریح کرنے والے یہ دہشت گرد جو اس شیطانی راہ پر چل پڑے ہیں وہ دشمن دین ہیں کیونکہ کوئی بھی نیک فطرت انسان اس طرح کی دہشت انگیز کارروائیاں عملی طور پر کرنا تو در کنار، خواب وخیال میں بھی ایسا نہیں سوچ سکتا۔ خدا مولانا محمد سرفراز نعیمی کو بلند مراتب پر فائز کرے اور پوری قوم کو اس نقصان عظیم کو برداشت کرنے کا صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ (کامران امجد خان)

کیا طالبان کے ڈر سے حق بات کہنا چھوڑ دوں ؟

''سر.........ساری دنیا لرز رہی ہے، آپ کیوں نہیں؟

''کوئی گارڈ نہ سیکورٹی، کون جانے کب کوئی وار کر دے۔''

''ٹھیک ہے تو پھر کیا کروں؟''

''سر! وہی جو دوسرے کر رہے ہیں۔ کوئی احتیاط کریں اور اپنی حفاظت کا بندوبست بھی، کیونکہ طابان..........''

''طالبان .... کیا طالبان؟ ان کے ڈر سے اب حق بات کہنا بھی چھوڑ دوں، طالبان سے ڈروں یا خدا کا خوف کروں۔ انٹرویوں ختم ہوگا تو مجھ سے اہل سنت کے ان 65 علماء کے ناموں کی فہرست ضرور لے جایئے گا انہیں محض مسلکی اختلافات کی وجہ سے سوات اور شمالی، جنوبی وزیرستان میں شہید

کردیا گیا۔ ان علماء سمیت سینکڑوں ہزاروں بے گناہ پاکستانیوں کی طالبان کے ہاتھوں شہادت پر آواز نہ اٹھاؤں تو کیا چپ بیٹھا رہوں۔ جانتا ہوں میری جان سخت خطرے میں ہے لیکن جو بات میں کر رہا ہوں اس کا ابلاغ میری جان سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ یہ میری قومی ذمے داری ہے۔ میرا بولنا اسلام اور عوام کے بہترین مفاد میں ہے۔ اس لئے آخری سانسوں تک یہ فرض ادا کرتا رہوں گا۔"

یہ الفاظ بے دردی کے ساتھ مسجد میں شہید ہونے والے فقیر صفت عالم دین ڈاکٹر مولانا محمد سرفراز نعیمی کے ہیں' جو انہوں نے اس وقت کہے' جب ان سطور کا راقم انٹرویو کرنے 24 اپریل کے روز جامعہ نعیمیہ' گڑھی شاہو پہنچا۔ جناح کیپ' سادہ سی سفید شلوار قمیض میں ملبوس ڈاکٹر مولانا محمد سرفراز نعیمی نماز جمعہ کے بعد جامعہ کے مین گیٹ کے ساتھ واقع دفتر میں (جہاں گذشتہ دنوں انہیں شہید کیا گیا) کسی سائل کی گفت گو کو انتہائی انہماک کے ساتھ سن رہے تھے۔ شاید اس دکھیارے کو سننے کے لئے ہمدرد کان ملے تھے اس لئے پوری تفصیل کے ساتھ دل کے پھپھولے پھوڑ رہا تھا۔ مولانا محمد سرفراز نعیمی انتہائی تحمل کے ساتھ سائل کی بات سنتے رہے۔ وہ چپ ہوا تو انتہائی آہستہ آواز میں کچھ پڑھنے کی تلقین اور نصیحت کی۔ کچھ دیگر افراد بھی وہاں موجود تھے۔ میل ملاقات کا یہ سلسلہ کچھ دیر تک جاری رہا' وہاں سے

فراغت ہوئی تو انہوں نے مجھے ہمراہ لیا اور مسجد کے صحن سے نپے تلے قدموں کے ساتھ ہوتے ہوئے جامعہ کی وسیع و عریض لائبریری میں آ گئے۔ وہاں کا ماحول نسبتاً پرسکون تھا۔ قدرے توقف کے بعد انٹرویو کا باقاعدہ آغاز کر دیا تو بجلی چلی گئی۔ یوں اسی نیم تاریک ماحول میں بات چیت کا سلسلہ اگلے تقریباً تین گھنٹوں تک دراز رہا۔ کوئی سوال ایسا نہ تھا جو ہمارے ذہن میں آیا اور ہم نے اسے پوچھنے سے گریز کیا ہو اور کوئی جواب ایسا نہیں جسے انہوں نے مصلحت کے غلاف میں لپیٹ کر دیا ہو۔ سچی' سیدھی اور ابہام سے پاک گفت گو سے واسطہ رہا۔ استوار لہجے میں علم و حلم کا دریا رواں دواں رہا۔ خود نمائی اور رکھ رکھاؤ کے عیب سے بے نیاز' یہ ملاقات طالب علم کی زندگی کا ناقابل فراموش تجربہ بن گئی۔ اقبال نے کہا تھا۔

خداوند یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے' سلطانی بھی عیاری

پاک سرزمین مولانا محمد سرفراز نعیمی جیسے اجلے آدمیوں سے خالی ہوتی جا رہی ہے۔ جو کسی صورت اچھا شگون نہیں۔ مولانا محمد سرفراز نعیمی کی شہادت قدرت کی طرف سے اس معاشرے کے لئے ایک تنبیہ بھی ہو سکتی ہے۔ اب بھی اگر ہم نے یکسو ہو کر دہشت گردی کے جنون کا مؤثر جواب نہ دیا تو کون جانے دست قاتل اگلا خنجر کس کے سینے میں گاڑے۔ مولانا محمد

سرفراز نعیمی کا تعلق ایک خاص مسلک یا جماعت سے ضرور تھا تاہم وہ اپنی وسعت قلبی اور افتاد طبع کے سبب سارے مسالک کے لئے قابل احترام تھے۔ انہوں نے ایک نیک مقصد اور اجتماعی مفاد کے لئے اپنی جان قربان کردی۔ ان کی شہادت کو مسلکی تناظر میں دیکھنے کے بجائے تمام طبقات کا فرض ہے کہ وہ اجتماعی شعور کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف آواز بلند کریں کہ یہی اس لہو کا جو اللہ کے گھر کے در و دیوار سرخ کر گیا' اصل پیغام بھی ہے۔ ذیل میں شہید کی زندگی کے اس آخری یادگار انٹرویو کے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں جو ان کی زندگی کے نمایاں گوشوں اور خیالات پر موثر انداز میں روشنی ڈالتا ہے۔

(کرامت علی بھٹی)

مولانا محمد سرفراز نعیمی الازہری شہید کے آخری انٹرویو سے اقتباسات

61 برس قبل نامور عالم دین مفتی محمد حسین نعیمی (1923-1998ء) کے گھر دالگراں بلڈنگ' لاہور میں فرزند تولد ہوا۔ گھر والوں نے نومولود کا نام محمد سرفراز رکھا۔ اسی سرفراز حسین نے بعدازاں مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی الازہری کے نام سے شہرت پائی۔ مفتی محمد حسین نعیمی مفسر

قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی (1887-1948ء) کے شاگرد رشید تھے۔ جنہوں نے استاد کے کہنے پر بھارت سے پاکستان ہجرت کی اور یہاں مختلف دینی وملی خدمات کے علاوہ 1953ء میں عظیم دینی درس گاہ جامعہ نعیمیہ کی بنیاد ڈالی۔

بچپن میں کم گو اور شرمیلے سرفراز نعیمی کا ملنا جلنا محلے کے کم لوگوں سے رہا۔ گورنمنٹ علامہ اقبال ہائی سکول گڑھی شاہو میں دوران تعلیم وہ بزم ادب سوسائٹی کے صدر رہے اور تقریر و حسن قرأت کے کئی مقابلے جیتے۔ اس دوران دینی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ پرائیویٹ ایف اے، بی اے کے بعد انہوں نے ایل ایل بی، عربی و اسلامیات میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کیں۔ پھر کچھ عرصہ جامعہ الازہر، مصر میں گزارا۔

مولانا محمد سرفراز نعیمی 99ء سے 2002ء تک اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر رہے۔ قبل ازیں انہوں نے بطور خطیب محکمہ اوقاف مسجد چوک دالگراں میں طویل عرصہ ذمے داریاں نبھائیں۔ تین سال قبل مشرف حکومت نے توہین رسالت کا قانون بدلنے کی کوششیں کیں تو مولانا محمد سرفراز نعیمی نے انہیں ناکام بنانے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ انہوں نے گستاخانہ کارٹونوں کے خلاف احتجاج کو ملک گیر سطح پر منظّم کیا۔ جس کے نتیجے

میں مقدمات درج ہوئے' گرفتار کیا گیا' ملازمت تک چھن گئی۔ بعدازاں عدالت کے حکم پر بحالی تو ہوئی لیکن یہ خود ہی مستعفی ہو گئے۔ سات سال قبل بادشاہی مسجد سے تبرکات چوری ہوئے تو شریف خاندان سے گہرے تعلقات کے سبب ان پر بریف کیس لے کر احتجاج کا الزام لگایا گیا۔ جس حکومتی مشیر نے الزام لگایا' اسے بعدازاں عدالت میں تحریری طور پر معافی مانگ کر جان چھڑانی پڑی۔ چھ سے زائد قیمتی کتابوں کے مصنف مولانا محمد سرفراز نعیمی سالہا سال تک ایک قومی اخبار میں کالم لکھتے رہے۔

عالم دین ہونے کے باوجود مولانا محمد سرفراز نعیمی دینی طبقے کی سوچ و فکر سے خود کو پوری طرح ہم آہنگ نہیں پاتے۔ ان کے بقول دینی جماعتوں نے محض عبادات کی بجا آوری کو اپنا مطمع نظر بنا رکھا ہے۔ خاص طور پر تبلیغ کرنے والی جماعتیں اس رویے کا زیادہ شکار ہیں حالانکہ عبادت دین اسلام کی تعلیمات کا ایک جزو ہے اور دین تو انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہے' چاہے اس کا تعلق کاروبار سیاست سے ہو' معاشرے یا تہذیب و تمدن کے ساتھ۔ دین کو عبادات تک محدود کرنے کا نقصان یہ ہوا کہ باقی شعبے علماء کی دسترس سے باہر ہو گئے یا ان کا کردار وہاں موثر نہ رہا۔ دینی طبقے کی بد اعمالیوں اور بے توقیریوں نے بہت نقصان پہنچایا۔ ایوب جیسے آمر کو صدارت کے لئے فیصلہ کن ووٹ کی ضرورت پڑی تو مولانا غلام غوث

ہزاروی نے یہ مدد فراہم کی۔ اسی طرح مشرف سے ہر حاکم کو اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے دینی شخصیات مل جاتی ہیں۔''

''بے شک میرے والد بھی ضیاء کی مجلس شوریٰ میں رہے مگر جب انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ شخص اسلام سے مخلص نہیں تو وہ واپس آ گئے۔ خلفائے راشدین کے بعد تاریخ اسلام میں کم ہی کوئی دور ایسا گزرا ہو گا جو عوام کے لئے بہتر ثابت ہوا ہو۔ جمہوری انداز ہی اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اچھے آمروں میں ہارون الرشید' شیر شاہ سوری' مہاتیر محمد کی مثال دی جا سکتی ہے۔ مولانا محمد سرفراز نعیمی کا کہنا ہے ''پڑوسی ملک نے اپنے انقلاب کو برآمد کرنے کے لئے اپنا اثر و رسوخ بڑھانا چاہا تو امریکہ نے اس اثر و رسوخ کا توڑ کرنے کے لئے بالواسطہ طور پر ایک شدت پسند تنظیم بنوائی۔

''برصغیر میں اسلام کی اشاعت دو طریقوں سے ہوئی۔ ایک طریقہ محمد بن قاسم' شہاب الدین غوری کا تھا۔ یہ اسلامی جہاد کے جذبہ سے یہاں آئے جبکہ مغلیہ خاندان دنیاوی پس منظر میں برصغیر پر حملہ آور ہوا۔ غوری اور محمد بن قاسم تھوڑے عرصے بعد چلے گئے' اس لئے ان کے اثرات دیر تک نہ رہے۔ ایک طبقہ البتہ ایسا تھا جس کے اثرات بڑے پائیدار رہے۔ یہ طبقہ صوفیاء کا تھا۔ یہ لوگ جس مقام پر گئے' وہیں پر زندگیاں بِتا دیں۔ صلح جوئی'

محبت اور امن کا پیغام ہر جگہ عام کیا۔ اس کے اثرات بڑے پائیدار ہوئے۔"
"عدم تحفظ کا یہی وہ ماحول ہے جس کے باعث نوجوان اسلحہ تھامنے پر مجبور ہو سکتے ہیں جو ملکی بقاء کے لئے بے حد خطرناک بات ہوگی۔ ہم اب بھی امید رکھتے ہیں کہ حکومت اور فوج صورت حال کی نزاکت کے پیش نظر ٹھوس کردار ادا کرے گی۔"

مولانا محمد سرفراز نعیمی کے بقول "نائن الیون سے پہلے دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کا کوئی ایجنڈا کسی کے پیش نظر نہیں تھا۔ 14 سو سال تک یہی نظام رائج رہا۔ اس کے باوجود تشدد کا عنصر کہیں نمایاں نہیں رہا۔ جو کچھ اب نظر آ رہا ہے' اس کی وجہ نائن الیون کے واقعات اور اس سے قبل روس کی افغانستان پر یلغار ہے۔ قصور درس نظامی کا نہیں' ناانصافی پر مبنی ان حالات کا ہے جن کے سبب مسلمانوں میں ردعمل اور نفرت کا ماحول پیدا ہوا۔" علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر راغب حسین نعیمی اور اپنے گھروں میں خوش چار دین دار بچیوں کے والد گرامی ڈاکٹر نعیمی کے مطابق "کوئی انسان ہمہ پہلو شخصیت کا حامل نہیں ہوتا۔ خواہ وہ ایسا بننے کی لاکھ کوششیں کرتا رہے۔ علماء اور پیر بھی اس سے مبرّا نہیں۔ عام انسانوں کی طرح علماء میں بھی نفسیاتی کمزوریاں ہیں یہ خود پر ایک عجیب طرح کی گھمبیر تاطاری کئے رکھتے ہیں۔ مسکراتے اس خوف سے نہیں کہ اپنے عام ہونے کا

تاثر نہ مل سکے۔ سلام میں پہل یا اپنے گھر کے لئے سودا سلف خریدنا تو گویا بڑی شرمندگی کے کام ہیں۔ اس طرح پیر طبقہ ایک عجیب طرح کے احساس برتری کا شکار ہے۔ پیر کا بیٹا جاہل بھی ہو تو باپ کی جگہ سنبھال لیتا ہے جبکہ عالم دین کا بیٹا بنا محنت کئے عالم نہیں کہلا سکتا۔''

ہمارے معاشرے میں ایک تاثر یہ بھی ہے کہ دینی مدارس کے بانی خود فکر روزگار سے آزاد ہو جاتے ہیں کہ یہی پراجیکٹ ان کی کمائی کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر نعیمی سے جب ان کا ذریعہ روزگار کا پوچھا گیا تو اس مرد نجیب کا جواب بڑا دلچسپ تھا ''محکمہ اوقاف سے ریٹائرمنٹ کے بعد 6970 روپے پنشن ملتی ہے۔ جامعہ نعیمیہ سے ملنے والی تنخواہ 9300 روپے بنتی ہے۔ کم و بیش انہی وسائل کے ساتھ پانچ بچوں کی شادیاں کیں اور انہیں وسائل کے ساتھ آج بھی گزارہ ہو رہا تھا۔ میں نے آج تک جامعہ نعیمیہ سے موٹر سائیکل کے لئے تیل لیا نہ ہی کبھی یہاں سے کھانا کھایا۔ یہ احتیاط پسندی اور قناعت میرے والد گرامی کی تربیت کا اثر ہے، جس پر میں خدا کا جتنا بھی شکر ادا کروں، کم ہے۔ (کرامت علی بھٹی)

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی کے افکار و خیالات

مولانا محمد سرفراز نعیمی وطن عزیز کے ان گنے چنے راسخ العقیدہ، باعمل علماء میں سے ایک تھے جنہوں نے اقامت دین اور وحدت امت کے لئے ان تھک

جدوجہد کی وہ ہر کڑے وقت میں ملت کی رہنمائی کا فریضہ نبھاتے رہے۔ ذاتی طور پر ہر طرح کے تکلف اور رکھ رکھاؤ سے یکسر مبرا اور پاک شخصیت تھے ۔انہوں نے سرکاری سطح پر اسلامی نظریاتی کونسل کے پلیٹ فارم سے قوم کی فکری ونظری رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔قدرت نے ان کو بیک وقت متعدد خوبیوں سے نوازا تھا۔وہ مسند تدریس کی آبرو تھے۔ایک پختہ قلم کار اور مصلح مبلغ کی حیثیت سے ایک منفرد اور مثالی مقام رکھتے تھے۔

مسئلہ افغانستان کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ تنظیم المدارس کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے انہوں نے پانچوں وفاق کے علماء کے ساتھ مل کر علوم اسلامیہ کی اسناد کو سرکاری سطح پر تسلیم کروانے اور علوم اسلامیہ کے فروغ وابلاغ کے لئے بھرپور اور نتیجہ خیز کردار ادا کیا۔انہوں نے پورے ملک کے چاروں صوبوں بشمول آزاد کشمیر اور قبائلی وشمالی علاقہ جات میں اہل سنت کی درس گاہوں میں پہنچ کر تعلیمی وتدریسی نظام کا جائزہ لیا اور ان کی اصلاح وبہتری کے لئے احکامات جاری کیے۔ 18 مارچ 1999ء کو استاد العلماء حضرت مولانا ملک عطاء محمد بندیالویؒ کے ختم چہلم کے موقع پر ملک بھر سے آئے ہزاروں علماء اور مشائخ سے خطاب کرتے ہوئے اس امر کے لئے تیار کیا کہ وہ ملک میں جہالت اور بدی کے خاتمے کے لئے اپنے حصے کا کردار ادا کریں اور علوم اسلامیہ کے لئے مدرسین کی جماعت تیار کی جائے۔ 3 مئی

2009ء کو جمعیت علمائے پاکستان کے صدر مولانا محمد عبدالستار خان نیازی
کے نماز جنازے کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اسلام اور
پاکستان کے لئے ان تھک قربانیاں دینے کے عزم کا اعادہ کیا۔ انہوں نے
واشگاف الفاظ میں کہا کہ ''ہم قائداعظم کے پاکستان اور مجاہد ملت کی یادگار کی
حفاظت کریں گے۔'' اس پروگرام سے واپسی پر جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال
شریف اور انوار رضا لائبریری جوہر آباد میں بھی انہوں نے علماء کے اجلاسوں
سے خطاب کرتے ہوئے ایسے ہی عزم کا اظہار کیا۔

12 دسمبر 2003ء کو نشتر پارک کراچی میں قائد اہل سنت مولانا شاہ
احمد نورانیؒ کے جنازہ کے فقید المثال اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا
محمد سرفراز نعیمی نے کہا تھا ''ہماری زندگیاں ناموس رسالت ﷺ کی امانت
ہیں۔ قائد اہل سنت نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس مشن کے لئے وقف کیا
تھا۔ آج ان کے نماز جنازہ کے اجتماع میں ہم اپنے رب سے اپنی زندگیاں
وقف کرنے کے عہد کی تجدید کرتے ہیں۔'' مولانا محمد سرفراز نعیمی نے عالمی سطح
پر گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے خلاف نہایت موثر احتجاج ریکارڈ کروایا اور
ملک کی سب سے بڑی اور قدیم دینی درس گاہ دارالعلوم نعیمیہ میں عالمگیری
مسجد سے حضور اقدس ﷺ کے نعلین مبارک کے سرقہ کے سانحہ پر تاریخی
اجتماع ریکارڈ کروایا۔ وہ وحدت امت کے علامتی نشان تھے۔ یہی وجہ ہے کہ

تمام مکاتب فکر کے ہاں انہیں یکساں طور پر مقبولیت حاصل تھی وہ اپنے والد حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد حسین نعیمیؒ اور حضرت صدر الافاضل مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی کی فکر کے پیروکار تھے۔

اخلاص للّٰہیت، سادگی و متانت اور انتھک جدوجہد ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ تنظیمی و تحریکی اجلاسوں میں وہ اختلاف رائے کو نہایت خندہ پیشانی سے سننے اور قبول کرتے تھے۔ ان کی اچانک شہادت اسلامیان پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری ملت و امت کے لئے بڑا نقصان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے سانحہ ارتحال کے دو اڑھائی گھنٹوں کے دوران دنیا بھر سے مقتدر علماء اور مشائخ نے رابطے کر کے گہرے صدمے اور دکھ کا اظہار کیا۔

مفتی سرفراز نعیمی کی زندگی پر ایک نظر!

مولانا محمد سرفراز نعیمی وطن عزیز کے نہ صرف بہت بڑے عالم دین تھے بلکہ ایک قائد بھی تھے جنہوں نے ہر کڑے وقت میں خود میدان میں نکل کر ملت کی راہنمائی کا فریضہ ادا کیا۔ وہ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ ہر قسم کا تصنع، بناوٹ اور تکلفات سے بالکل پاک تھے۔ آج کے جدید دور میں بھی وہ اپنی بہت ہی پرانی موٹر سائیکل پر خود سفر کرتے تھے۔ راقم کا گھر ان کے جامعہ کے قریب ہی واقع ہے، میں نے خود انہیں موٹر سائیکل پر سفر

کرتے، خرید و فروخت کرتے اور عام انسانوں کی طرح لوگوں میں گھلتے ملتے دیکھا۔ انتہائی عاجزی سے انہوں نے اپنی زندگی گزاری۔

آپؒ نے سود کے حوالے سے ایک مفصل محققانہ مقالہ بھی لکھا جو مسلمانوں کے لئے راہنمائی کا باعث ہے۔ آپؒ بڑے سچے اور کھرے انسان تھے، جو بات بھی کہتے صاف، سیدھی اور بے لاگ کہتے۔ آپؒ انتہائی سادہ مزاج کے حامل عمدہ انسان تھے۔

آپؒ نے دفاع اسلام محاذ اور تحفظ ناموس رسالت محاذ کے پلیٹ فارم سے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپؒ نے مغربی ممالک میں نبی کریم ﷺ کے اہانت آمیز خاکوں کے شائع کرنے پر 14 فروری 2006ء کو ملک گیر احتجاج کی کال دی اور اس حوالے سے انہوں نے دیگر قائدین کے ساتھ مل کر ان تھک کام کیا اور جیل بھی کاٹی۔

جب 22 اپریل 2000ء کو پرویز مشرف کا یہ بیان آیا کہ ہم قانون ناموس رسالت 295 (سی) کے طریقہ تفتیش میں تبدیلی کر رہے ہیں اور آئندہ ڈی سی او کی اجازت کے بغیر ایسے کیس کی ایف آئی آر درج ہی نہیں ہو گی تو مولانا محمد سرفراز نعیمی جو سچے عاشقِ رسول ﷺ تھے، نے ایک میٹنگ کال کی اور متفقہ طور پر ''تحفظ ناموس رسالت محاذ'' قائم کروایا اور تمام مدارس اور علماء کے ساتھ رابطہ بھی کیا اور محاذ کو کامیاب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

مولانا محمد سرفراز نعیمی نے ایک آمر پرویز مشرف دور میں جس طرح ڈٹ کر آواز اٹھائی شاید ہی کسی نے ایسی آواز بلند کی ہو۔ اس میں انہیں کافی مقدمات کا بھی سامنا رہا' اہل خانہ کو بھی گرفتار اور زدوکوب کیا گیا مگر مولانا محمد سرفراز نعیمی کے قدم ہرگز نہیں ڈگمگائے۔ آپؒ ڈٹے رہے اور بالآخر مشرف کو واضح طور پر اعلان کرنا پڑا کہ 295 (سی) میں ترمیم نہیں کی جائے گی اور یوں ایک سچے عاشق رسول ﷺ نے اپنا فرض بخوبی ادا کیا۔

آپؒ ملک میں جاری شدت پسندی اور انتہا پسندی کی لہر کے خلاف بہت متحرک رہے اور آپؒ نے کھل کر ہمیشہ اپنا درست نقطہ نظر پیش کیا۔ وہ اکثر کہتے تھے کہ پاکستان کو انتہا پسندی سے بچانا ہمارا فرض ہے اس میں ہماری جان بھی جاتی ہے تو جائے۔ آپؒ بہت درد رکھنے والے انسان تھے اور واقعی آپؒ نے جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔

مولانا محمد سرفراز نعیمی 1945ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دالگراں مسجد برانڈرتھ روڈ سے حاصل کی' مڈل اور میٹرک گورنمنٹ اقبال ہائی سکول گڑھی شاہو سے کیا' 1966ء میں درس نظامی کا آغاز کیا۔ آپ کے ابتدائی اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد حسین نعیمی اور صوفی اعجاز صاحب تھے۔ درس نظامی کے ساتھ ساتھ ایف اے اور بی اے کا امتحان پاس کیا۔ 1972ء میں لاہور بورڈ سے فاضل عربی میں گولڈ میڈل

حاصل کیا، بعدازاں ایم اے عربی، اسلامیات اور ایم او ایل کیا۔ 1982ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ہی ایل ایل بی کیا اور 1986ء میں جامعۃ الازہر (مصر) سے مدارس دینیہ کے علماء وفضلاء کے لئے ترتیب دیئے گئے نصاب شہادۃ الفراغ کا کورس کیا۔ اس کے بعد 1992ء میں پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آپؒ 1998ء تا 2000ء اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر رہے۔ اس کے بعد آپؒ کو متحدہ پنجاب علماء بورڈ کا ممبر بنایا گیا اور 2002ء میں مدارس اہل سنت پاکستان کا ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ 2006ء میں اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا اور اب اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے ہی ناظم اعلیٰ تھے، علاوہ ازیں تحفظ ناموس رسالت محاذ اور دفاع اسلام محاذ کے سربراہ بھی تھے۔

1998ء میں بانی جامعہ مفتی محمد حسین نعیمی کی وفات کے بعد مولانا محمد سرفراز نعیمی ادارے کی نظامت کی ذمہ داری نبھا رہے تھے آپ اپنے والد ماجد کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ ڈاکٹر صاحب جہاں سادگی و درویشی کے پیکر تھے وہاں جابر حکمرانوں کے سامنے فضل حق خیرآبادی کی سی للکار سے بھی متصف تھے۔ آپ جہاد علوم دینیہ میں دسترس رکھتے تھے اور وہاں عصریہ اور کئی ایک زبانوں کے زیور سے بھی آراستہ تھے۔ آپ اپنی محنت، تجربہ اور قائدانہ صلاحیتوں کی بدولت دینی حلقوں میں ہر دل عزیز تھے۔ ہر

تحریک اور تنظیم ڈاکٹر صاحب کی قیادت کے بغیر ادھوری نظر آتی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ بیک وقت کئی تنظیمات کی ذمہ داری کو بطرزِ احسن سرانجام دے رہے تھے۔

مولانا محمد سرفراز نعیمی ایک عظیم باپ کے بیٹے ہونے کے ناطے بھی احساس برتری میں مبتلا نہ ہوئے، سستی اور آرام طلبی کو کبھی اپنا شعار نہ بنایا۔ آپ عیش کوشی کی وجہ سے اسلاف اور بزرگوں کے کارناموں پر سوالیہ نشان نہیں بنے۔ قبلہ مفتی محمد حسین نعیمی نے بھی ان کو صاحبزادگی کے جراثیموں سے محفوظ رکھا تاہم ڈاکٹر صاحب نے بھی بہترین ثمرات کی حامل متحرک زندگی گزاری۔

مولانا محمد سرفراز نعیمی نے اتحاد اہل سنت کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ جب 2006ء میں تحفظ ناموس رسالت محاذ کی تحریک میں حصہ لینے کی وجہ سے سلاخوں کے پیچھے تھے، تو اس وقت اہل سنت کی تمام دینی و مذہبی جماعتوں نے اتحاد پیدا کرنے کے لئے جامعہ رضویہ راولپنڈی میں ایک اجلاس منعقد کیا اور حضرت پیر سید حسنات شاہ صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی، جس میں مولانا محمد سرفراز نعیمی مفتی محمد خاں قادری اور جناب خالد حبیب الٰہی ایڈووکیٹ تھے، اس کمیٹی نے پورے پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں اہل سنت والجماعت کے قائدین اور عہدیداران

کے ساتھ انفرادی اور مشترکہ میٹنگ کی۔ جامعہ نعیمیہ لاہور میں ایک اجلاس مولانا محمد سرفراز نعیمی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں جمعیت علماء پاکستان (نورانی گروپ) ' مرکزی جمعیت علماء پاکستان (فضل کریم گروپ) اور نظام مصطفیٰ پارٹی نے شرکت کی۔

مولانا محمد سرفراز نعیمی جامعہ نعیمیہ کو معاشرے کے لئے فعال اور سرگرم بنانے کے لئے ہمیشہ کار بند رہے۔ ڈاکٹر صاحب جامعہ کو اس امر کا علمبردار بنانا چاہتے تھے کہ قوم وملت کی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ منفرد راہوں پر عمل پیرا ہوا جائے۔ چنانچہ 1965ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ میں جامعہ نعیمیہ کے ایک دستے کو جانباز فورس کا نام دیا گیا اور عملا , جنگ میں شرکت بھی کی۔ طلبہ نے 1970ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں اپنا کردار ادا کیا۔ ضیاء الحق کے دور میں اسلامی اقدار اور نفاذ دین میں حصہ ادا کرنے کے لئے قاضی کورس کا اجراء کیا تا کہ ایسے افراد پیدا کئے جائیں جو ذہنی اور فکری طور پر انگریزوں کے غلام نہ ہوں بلکہ اسلامی نظام کو نافذ کر کے عوام کی صحیح دادرسی کر سکیں۔ 2001ء میں جب مشرف حکومت نے 295 سی ختم کرنے کا عندیہ ظاہر کیا تو اس وقت جامعہ کے طلبہ اور اساتذہ نے اپنا کردار ادا کیا اور جیلوں کی سختیاں برداشت کیں۔ جب 2006ء میں ڈنمارک اور ناروے میں توہین رسالت پر مبنی

کارٹونوں کی اشاعت ہوئی تو پھر بھی جامعہ کے طلبہ نے جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے پابند سلاسل ہو کر دنیا کو پیغام دیا کہ عزت اور ناموس مصطفی ﷺ کی خاطر یہ طلبہ پیچھے رہ جانے والے نہیں۔

مولانا محمد سرفراز نعیمی نے تحفظ ناموس رسالت محاذ اس وقت تشکیل دیا جب مشرف حکومت کی طرف سے 295 سی کے طریقہ کار میں اس انداز سے تبدیلی کرنے کی ناکام کوشش کی گئی کہ توہین رسالت کے مرتکب شخص کو راہ فرار دی جائے۔ اس موقع پر لاہور کی اہل سنت کی تمام سیاسی، تعلیمی جماعتوں کے مشترکہ پلیٹ فارم سے تحفظ ناموس رسالت محاذ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

آپؒ نے دین اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں کثیر ممالک کے دورے کئے جن میں یورپی و مغربی ممالک کے علاوہ سعودی عرب، ایران، مالٹا، لیبیا، بھارت اور ساؤتھ افریقہ شامل ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں بھی موریشس، ساؤتھ افریقہ، جرمنی، ناروے، عرب امارات، بنگلہ دیش، نیپال، امریکہ اور برطانیہ کے شاگرد شامل ہیں جنہوں نے قبلہ ڈاکٹر صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور اپنے اپنے ممالک میں تبلیغی سرگرمیاں سرانجام دے رہے ہیں۔

(عبدالمجید ساجد)

تم ناحق کرچیاں چن چن کر اک آس لگائے بیٹھے ہو؟

یہ عجیب دھچکا تھا۔

جناب علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید ہو گئے۔

اب ٹیلی ویژن لگاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔ نہ جانے کونسی گھڑی .... کیسی خبر لے آئے پہلے سکول، کالج، ہوٹل، درسگاہیں .... اور اب مساجد کے اندر بھی ....

ایک ایک دن میں کئی کئی شہروں میں .... خون سے لتھڑی ہوئی لاشیں، ٹوٹے ہوئے اعضاء کراہتی ہوئی زندگی، بین کرتے ہوئے لواحقین ....

یہ کب تک ہوتا رہے گا ....

ہر شہید ہونے والا فرد انتہائی قیمتی ہوتا ہے .... معذور اور اپاہج ہو جانے والے کسی کے دشمن نہیں تھے پھر زندگیاں اور خوشیاں ان سے کیوں چھینی جا رہی ہیں۔ حکومت کی ساری تجویزیں اور تاویلیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور ایک دھماکہ ہو جاتا ہے۔ ابھی پہلوں کی صف بکھرتی نہیں ایک اور بچھا دی جاتی ہے ....

وقت کی کس منحوس اور بے درد گھڑی میں پاکستان داخل ہو گیا ہے؟

محترم ڈاکٹر علامہ سرفراز نعیمی ایک بہت بڑے عالم دین ہی نہیں بہت بڑے انسان تھے۔ ہر دور میں ان کی بے داغ شخصیت غیر متنازع رہی۔ وہ متعصب نہیں تھے۔ وہ ہمیشہ دوسروں کی بات بڑے تحمل سے سنا کرتے تھے۔ان کے دلائل میں بڑا وزن ہوتا تھا۔

مجھے ان کے ساتھ کئی ملاقاتوں کا شرف حاصل ہوا ان کی منکسر المزاجی اور عالی ظرفی کی اس سے بڑی اور کیا مثال ہو گی کہ جب ان کے مدرسہ میں خواتین کا جلسہ تقسیم اسناد ہوا تو خود مجھے دعوت نامہ دینے میرے گھر تشریف لائے۔ مجھے دو تین بار ان کی درس گاہ کے اجتماعات میں جانے کا اتفاق ہوا۔ ہمیشہ وہاں جا کر اور ان طالبات سے مل کر ایک روحانی خوشی ہوتی تھی۔ وہاں ان کی تعلیم ہی مکمل نہیں ہوتی تھی بلکہ وہاں طالبات کی تربیت سازی بھی ہوتی تھی۔ آنے والے دنوں کے لئے نئی نسل کی مائیں تیار کی جاتی تھیں۔

دو تین بار ہم نے انہیں ہمدرد کی مجلس شوریٰ میں بھی مدعو کیا۔ وہاں اسلام کے حوالے سے ہم نے جس موضوع پر بولنے کی انہیں دعوت دی انہوں نے ہمیشہ بڑے متوازن اور مدبرانہ انداز سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ وہ ایک عظیم سکالر تھے۔ تقریر کرتے وقت کبھی کسی کی دل آزاری نہیں

کرتے تھے۔ انتہا پسند بھی نہیں تھے۔ وہ جانتے تھے اسلام کی بات کرنے والوں کا لب ولہجہ کس قدر میٹھا اور دل میں اُتر جانے والا ہونا چاہئے انہوں نے اپنے عظیم المرتبت والدِ ماجد کے مشن کو بڑی خوبصورتی سے آگے بڑھایا اور جامعہ نعیمیہ کو طلباء اور طالبات کے لئے ایک مثالی درس گاہ بنادیا۔

تبھی باری تعالیٰ نے انہیں شہادت کے درجے پر فائز کیا۔ وطن کی مٹی پر قربان ہو جانا کتنی پروقار موت ہے اور موت بھی ایسی کہ پہلے جمعۃ المبارک کی نماز پڑھائی۔ اپنے رب کے حضور سربسجود ہوئے اسی کا ذکر کیا۔ اسی کو گواہ بنایا۔ اسی کے دربار میں حاضری دی۔ کیسی حاضری دی کہ حاضری منظور ہوگئی۔

پر یہ آنکھ تر کیوں ہوئی جاتی ہے .... آفرین ہے ان کے ساتھیوں پر جو نماز کی صف میں بھی ہم جلیس تھے اور رتبہ شہادت میں بھی ہم جلو ہوئے .... وہ سارے عظیم لوگ .... وہ سب ہی ہمارے خراج کے لائق ہیں۔ جس جس شہر میں خودکش حملے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے وطن کے عزیز اور عظیم لوگ چھین لئے ہیں۔ اللہ کی رحمت ہو ان سب ہر شہیدوں پر جو اس وطن کے لئے اپنا لہو دے رہے ہیں۔

مگر کب تک .... میڈیا یہ خون میں لتھڑے ہوئے مناظر دکھاتا رہے گا .... ریزہ ریزہ شیشے اور زمین بوس عمارتیں .... کب تک مسجدوں

کے گنبد آہ و بکا سنتے رہیں گے، روز ہی اعلان ہوتا ہے.........

خودکش حملہ آور کا سر مل گیا......... کتنے سر ملے ہیں آپ کو کیا ان کا مینار بنائیں گے۔ کتنی جیکٹیں مل چکی ہیں آپ کو......... کیا ان جیکٹوں سے لٹے پٹے لوگوں کے لئے شامیانے بنائیں گے۔

کتنے اعضا ملے ہیں آپ کو......... کیا وہ واقعی انسانی اعضاء تھے......... دیکھو تو سہی کہیں وہ درندوں کے اعضاء تو نہیں تھے......... کب تک ثبوت اکٹھے کرتے رہو گے.........؟

تم ناحق بوٹیاں چن چن کر اک آس لگائے بیٹھے ہو.........
تم ناحق ہڈیاں چن چن کر اک آس لگائے بیٹھے ہو.........
تم ناحق دھبے دھو دھو کر اک آس لگائے بیٹھے ہو.........
بوٹیوں کا مسیحا کوئی نہیں ہڈیوں کا مسیحا کوئی نہیں
دل ٹوٹ گئے .... گھر چھوٹ گئے۔
کب جانے والے لوٹ سکے تم ناحق کرچیاں چن چن کر
اک آس لگائے بیٹھے ہو......... شیشوں کا مسیحا کوئی نہیں
جو ٹوٹ گیا سو ٹوٹ گیا؟

(بشریٰ رحمن)

آہ ! مولانا سرفراز نعیمی شہیدؒ

آخری لمحے تک اتحاد امت کے لئے کوشاں رہے!

دو، تین ہفتے پیشتر راقم مولانا سرفراز نعیمی شہید کی خدمت میں حاضر ہوا............ موجودہ ملکی حالات اور خاص کر دہشت گردی کے خلاف بے ننگ و نام صلیبی جنگ کے تناظر میں مولانا سرفراز نعیمی شہید سے استفسار کیا کہ ''مولانا! ہمارے ملک میں کیا ہو رہا ہے؟'' فرمانے لگے ''امریکہ اور بھارت چاہتے ہیں کہ پاکستان کو توڑ دیا جائے اور ہمارا ایٹمی پروگرام تباہ کر دیا جائے اور کوئی مانے نہ مانے............لوگ ابھی نہیں مانیں گے............

میں نے عرض کیا کہ مولانا میں آپ کی دونوں باتیں مانتا ہوں کہ واقعی امریکہ ، بھارت، اسرائیل پاکستان کے حصے بخرے کرنے کے درپے ہیں اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ طالبان کا محض نام لے کر امریکہ اور ''را'' کے ایجنٹ پاکستان میں تخریبی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ لیکن کیا یہ سخت ظلم نہیں کہ ہم مجرموں کے تو اتحادی ہیں لیکن افغانستان کے مجاہدین، فرشتہ سیرت مسلمانوں کو صرف اللہ رسول کا نام لیوا ہونے کی سزا دے رہے ہیں............؟ ہر لچے لفنگے بدمعاش، تخریب کار، ''را'' اور امریکہ کے ایجنٹ داڑھی پوش ہندو یا سکھ کو

بھی ہم طالبان کہہ رہے ہیں؟؟

مولانا سرفراز نعیمی شہید فرمانے لگے کہ یہی بات ہے.......... "ہم افغانستان کے اصل طالبان کی بات نہی کرتے.......... ہم ان کے خلاف ہیں جو دین کا نام لے کر ملک توڑنے کی سازش کر رہے ہیں اور جان بوجھ کر مزاروں اور مساجد کو نشانہ بنا رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ دیکھئے مولانا مسئلہ تو بنیادی طور پر یہی ہے کہ امریکہ نے معصوم افغان مسلمانوں کے خلاف جنگ شروع کی اور غدار فوجی ڈکٹیٹر مشرف نے اس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور امریکہ کے خلاف جہاد کرنے والوں کے خلاف لڑنا شروع کر دیا.......... اور اب امریکہ یہاں شورش بپا کر کے ہمارے ملک میں فوجی مداخلت کا جواز پیدا کرنا چاہتا ہے .... کچھ اور گفتگو ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ مولانا اگر آپ ان سب معاملات پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور ہمارا ان باتوں پر اتفاق ہے تو فرمایئے کہ اس صورتحال کا حل کیا ہے؟ مولانا سرفراز نعیمی شہید نے اس امر پر اتفاق فرمایا کہ ایسی کوشش کی جائے کہ ایک بنیادی نکتے پر علمائے کرام اور محبّ وطن حلقوں کو اکٹھا کر لیا جائے .... اور وہ یہ کہ باقی سب کچھ بھول کر ملک بچانے کے لئے امریکہ کی غلامی سے نجات حاصل کی جائے.......... امریکہ کی پالیسی سے جان چھڑائی جائے.......... ارباب اختیار کو مجبور کیا جائے کہ

نائن الیون کے بعد کے مشرف کے فیصلے کو واپس لے کر، پاکستان افغان سرحد سیل کر لے، یہ واضح کر کے کہ افغان طالبان سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں، شر پسندوں کو کچل دیا جائے .... پھر میں نے مولانا سرفراز نعیمی شہید کی خدمت میں عرض کیا کہ ''حضور دراصل آج آپ کی خدمت میں حاضری دینے کا مقصد یہی تھا.......... مولانا آپ نے سنا ہوگا کہ علماء کی کسی کانفرنس کے انعقاد کے حوالے سے گفتگو فرماتے ہوئے جناب قاضی حسین احمد نے اس امر کا خوش کن عندیہ دیا ہے کہ ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' میں امریکہ کا ساتھ دینے کے خلاف علمائے کرام سے فتویٰ حاصل کیا جائے ....'' چونکہ اس معاملے پر میری چند اور علمائے کرام اور بزرگان ملت سے بات ہو چکی تھی .... لہٰذا فیصلہ ہوا کہ ان تمام بزرگان ملت کا ایک وفد جلد از جلد جناب قاضی صاحب اور جناب منور حسن سے ملاقات کر کے ایک لائحہ عمل طے کر لے .... جناب مولانا سرفراز نعیمی شہید کی رضا مندی حاصل کر کے میں نے دیو بندی مسلک کے مولانا کے ایک قریبی دوست اور اپنے مہربان بزرگ کی مولانا سرفراز نعیمی شہید سے اس وقت موبائل فون پر بات کروائی کیونکہ دیگر حضرات کے ساتھ ساتھ میرے ان بزرگ محترم کا خیال تھا کہ شاید مولانا سرفراز نعیمی شہید مسلکی اختلاف کی وجہ سے اس معاملے میں ساتھ دینے سے اجتناب برتیں۔

رضائے مولیٰ، از ہمہ اُولیٰ جناب قاضی صاحب اور جناب منور حسن کی لاہور سے باہر مصروفیات کی وجہ سے ملاقات نہ ہو پائی۔ معاملہ لٹک گیا۔ اور پھر 12 جون کی دوپہر کی ایک ظالم گھڑی یہ اندوہناک خبر ملی کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سلامتی کے دشمنوں نے مولانا سرفراز نعیمی شہید کو شہید کر دیا۔

جامعہ نعیمیہ پر حملہ وطن عزیز کی سرحدوں کے اندر سے نہیں، باہر سے ہوا ہے دشمن مسلکی اختلافات کو دشمنی میں تبدیل کر کے ایک نہ بجھنے والی آگ بھڑکا کر، ہمارے گھر کو خاکستر کرنا چاہتا ہے۔

مولانا سرفراز نعیمی شہید کے چاہنے والے اور عقیدت مندانجانے میں دشمن کی گھناؤنی سازش کا آلہ کار بننے سے خود کو بچا کر ان کا مشن پورا کریں۔

(متین صلاح الدین)

مولانا سرفراز نعیمی شہید کی شہادت :
کس نے کیا کہا؟

آصف علی زرداری:۔ مولانا سرفراز نعیمی شہید کی شہادت قومی سانحہ ہے، قاتلوں کو عبرتناک سزا دیں گے۔ دہشت گردوں کے خلاف جنگ جیتیں گے!

سید یوسف رضا گیلانی :۔ مولانا سرفراز نعیمی شہید کی شہادت پر دلی صدمہ ہے۔ وہ جید عالم تھے۔ شدت پسندوں کی طرف سے

مساجد پر حملہ سے واضح ہوتا ہے کہ اُن کا کوئی مذہب نہیں ، وہ صرف مذموم مفادات کا ایجنڈا رکھتے ہیں۔

میاں نواز شریف :۔ مولانا سرفراز نعیمی شہید کی شہادت میرے اور میرے خاندان کے لئے نہایت ہی گہرے دکھ اور کسی بڑے سانحے سے کم نہیں ۔میں نہایت ہی مخلص اور ہمدرد بھائی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گیا ہوں۔

عمران خان :۔ مولانا سرفراز نعیمی شہید کی شہادت بہت بڑا سانحہ ہے ۔مگر اس سے حکومت کی نااہلی و بے بسی بھی ظاہر ہوتی ہے۔دہشت گرد جہاں چاہتے ہیں جو چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں، حکومت بے بس نظر آتی ہے۔

سید منور حسین :۔ مولانا سرفراز نعیمی شہید کی شہادت ملک کے خلاف سازش ہے، تمام مکاتب فکر کے علماء کرام متحد ہو کر مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں۔

چوھدری شجاعت :۔ مولانا سرفراز نعیمی شہید کی شہادت المناک واقعہ ہے، اہم شہروں میں دہشت گردوں کی کھلے عام کارروائیاں حکومتی ناکامی کا ثبوت ہیں۔ہٹ لسٹ پر موجود شخصیات کو فول پروف سیکورٹی دی جائے۔

الطاف حسین :۔ مولانا سرفراز نعیمی شہید کی شہادت ملکی تاریخ کا المناک ترین سانحہ ہے، پورا ملک انتہا پسندی کی لپیٹ میں ہے، قوم کو متحد ہونا ہوگا!

[illegible]

ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کے حالات و خیالات

''میں نے آپ کو دیکھا تھا آواز بھی وہی، آپ 82 ماڈل موٹر سائیکل پر ہوا کرتے تھے نا؟'' [illegible]

''82 نہیں 86 اور آواز سنتا تو جواب بھی لوٹا دیتا'' [illegible]

وہاں پاس ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے مسکراتے ہوئے ہمارے منہ میں الفاظ کا [illegible]

''مہر اتنی بڑی شخصیت اور پھٹیچر سی سواری حکمت سمجھ میں نہیں آتی'' [illegible]

''کیا لازم ہے کہ ساری حکمتیں ایک ہی بار سمجھ میں آجائیں'' [illegible]

پھر بھی سر! [illegible] کی گاڑی [illegible] جیون کی [illegible] کی [illegible] تو آج کل مشہور علماء کا زیور ہے فالودہ کھانے نکلیں تو بھی ان کا اہتمام کرنا نہیں بھولتے پھر آپ کی موٹر سائیکل خراب ہو جائے تو مکینک تک کیا مرید پہنچاتے ہیں؟'' [illegible]

''مرید تو بہت ہیں اب تک بنایا کوئی نہیں، شاگرد البتہ ہزاروں ہیں لیکن ان بے چاروں کا کیا قصور جو مفت میں انہیں تکلیف دوں، خود ہی گھسیٹ گھساٹ کر جہاں تک پہنچانی ہو پہنچا دیتا ہوں'' سادہ اطوار ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے اطمینان سے جواب دیا!

91 برس قبل نامور عالم دین مفتی محمد حسین نعیمی (1923-1998ء) کے گھر دالگراں بلڈنگ لاہور میں فرزند تولد ہوا۔ گھر والوں نے نومولود کا نام محمد

سرفراز رکھا اسی سرفراز نے بعدازاں ڈاکٹر سرفراز نعیمی الازہری کے نام سے شہرت پائی۔ مفتی محمد حسین نعیمی مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی 1887-1948ء کے شاگرد رشید تھے جنہوں نے استاد کے کہنے پر بھارت سے پاکستان ہجرت کی اور یہاں مختلف دینی و ملی خدمات کے علاوہ 1953ء میں عظیم دینی درس گاہ جامعہ نعیمیہ کی بنیاد ڈالی۔

جن دنوں میں جامعہ نعیمیہ کا قیام عمل میں آیا شریف فیملی کی رہائش گاہ اسی علاقہ میں تھی اس گھرانے کے بیشتر افراد مفتی محمد حسین نعیمی کے مقتدی تھے۔ میاں شہباز شریف کے چچا اور سسر حاجی عبدالعزیز جامعہ کی مجلس عاملہ کے تاحیات صدر رہے آج کل حاجی طارق شفیع مجلس عاملہ کا حصہ ہیں۔ بچپن میں کم گو اور شرمیلے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کا ملنا جلنا محلے کے کم لوگوں سے رہا، اسلامی ذہن اور مشرقی روایات کے حامل نواز شریف اور شہباز شریف البتہ بہت اچھے لگتے۔ چنانچہ پڑھائی کے بعد کبھی ان کے ساتھ وقت گزرتا یا چھت پر کرکٹ کا دور چلتا گورنمنٹ علامہ اقبال ہائی سکول گھڑی شاہو میں دوران تعلیم وہ بزم ادب سوسائٹی کے صدر رہے اور تقریر و حسن قرات کے کئی مقابلے جیتے اس دوران دینی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ پرائیویٹ ایف اے، بی اے کے بعد انہوں نے ایل ایل بی، عربی و اسلامیات میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کیں پھر کچھ عرصہ

جامعہ الازہر مصر میں گزارا۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی 99ء سے 2002ء تک اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر رہے قبل ازیں انہوں نے بطور خطیب محکمہ اوقاف مسجد چوک دالگراں میں طویل عرصہ ذمہ داریاں نبھائیں ۔ تین سال قبل مشرف حکومت نے توہین رسالت کا قانون بدلنے کی کوششیں کی تو ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے انہیں ناکام بنانے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ انہوں نے گستاخانہ کارٹوں کے خلاف احتجاج کو ملک گیر سطح پر منظم کیا جس کے نتیجے میں مقدمات درج ہوئے گرفتار کیا گیا ملازمت تک چھن گئی بعد ازاں عدالت کے حکم پر بحالی تو ہوئی لیکن خود ہی مستعفی ہو گئے۔

سات سال قبل بادشاہی مسجد سے تبرکات چوری ہوئے تو شریف خاندان سے گہرے تعلقات کے سبب ان پر بریف کیس لے کر احتجاج کا الزام لگایا جس حکومتی مشیر نے الزام لگایا اسے بعد ازاں عدالت میں تحریری طور پر معافی مانگ کر جان چھڑانی پڑی۔

جامعہ نعیمیہ کو قیام کے پانچ سال بعد 1958ء میں علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو منتقل کر دیا گیا۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی وہاں پرنسپل کی ذمہ داریاں نبھا رہے تھے اس کے علاوہ یہ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے ناظم اعلیٰ بھی تھے ۔قبل ازیں یہ تحفظ ناموس رسالت محاذ میں اہم عہدے پر فائز رہے ۔ چھ

سے زائد وقیع کتابوں کے مصنف ڈاکٹر سرفراز نعیمی سالہا سال تک ایک قومی اخبار میں کالم لکھتے رہے تھے۔

عالم دین ہونے کے باوجود ڈاکٹر سرفراز نعیمی مذہبی طبقے کی سوچ وفکر سے خود کو پوری طرح ہم آہنگ نہیں پاتے ان کے بقول دینی جماعتوں نے محض عبادات کی بجا آوری کو اپنا مطمع نظر بنا رکھا ہے خاص طور پر تبلیغ کرنے والی جماعتیں اس رویے کا زیادہ شکار ہیں حالانکہ عبادات دین اسلام کی تعلیمات کا ایک جز ہیں اور دین تو انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہے چاہے اس کا تعلق کاروبار سیاست سے ہو، معاشرے یا تہذیب وتمدن کے ساتھ۔ دین کو عبادات تک محدود کرنے کا نقصان یہ ہوا کہ باقی شعبے علماء کی دسترس سے باہر ہو گئے یا ان کا کردار وہاں موثر نہ رہا۔ دینی طبقے کی بداعمالیوں اور بے توقیریوں نے بہت نقصان پہنچایا۔ ایوب جیسے آمر کو صدارت کے لئے فیصلہ کن ووٹ کی ضرورت پڑی تو مولانا غلام غوث ہزاروی نے یہ مدد فراہم کی اسی طرح مشرف کو ایم ایم اے نے کمک پہنچائے رکھی۔ بدقسمتی سے ہر حاکم کو اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے دینی شخصیات مل جاتی ہیں''

''بے شک میرے والد بھی ضیاء کی مجلس شوریٰ میں رہے مگر جب انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ شخص اسلام سے مخلص نہیں تو وہ واپس آ گئے۔ خلفائے راشدین کے بعد تاریخ اسلام میں کم ہی کوئی دور ایسا گزرا ہو گا جو عوام کے لئے

بہتر ثابت ہوا ہو۔ جمہوری انداز ہی اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کا بہترین
ذریعہ ہے۔ اچھے آمروں میں ہارون الرشید، شیر شاہ سوری، مہاتیر محمد کی مثال
دی جاسکتی ہے قائداعظم کے بعد پاکستان کو جمہوریت نے کوئی فائدہ دیا نہ ہی
آمریت کسی کام آئی۔ تمام رہنماؤں کی ڈور کسی اور ہاتھ میں تھی۔ اب تو خیر
سے جہادی طبقہ بھی بیرونی مفادات کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے۔ خودکش
حملوں کا مملکت اسلامیہ میں بھلا کیا جواز۔ خدا کے بندو کو مارنا ہی ہے تو امریکہ
اور نیٹو کے فوجی مارو۔ اپنے ہی بے گناہ بھائیو کے لہو سے ہاتھ کیوں رنگتے ہو
اس طرح کے لوگ دراصل اپنے غیر ملکی آقاؤں کے اس ایجنڈے کی تکمیل کی
خاطر سرگرم ہیں جن کا مقصد ملک کے حالات اس حد تک بگاڑنا ہے تا کہ بزور
طاقت ہمارے ایٹمی اثاثوں پر قبضہ کرنا آسان ہو جائے۔
مولانا محمد سرفراز نعیمی کا کہنا ہے "پڑوسی ملک نے اپنے انقلاب کو برآمد کرنے
کے لئے اپنا اثر ورسوخ بڑھانا چاہا تو امریکہ نے اس اثر ورسوخ کا توڑ کرنے
کے لئے بالواسطہ طور پر ایک شدت پسند تنظیم بنوائی۔ سوال یہ ہے کہ کیا شیعہ
صرف پاکستان میں ہی بستے ہیں؟ اگر نہیں تو صرف پاکستان میں صحابہ کے
تحفظ کے نام پر تنظیم کے قیام کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟ شیعہ ہندوستان، بنگلہ
دیش، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات سمیت بیشتر اسلامی ممالک میں
موجود ہیں وہاں ایسی تنظیم کیوں نہیں بنتی اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ وہاں

بڑی طاقتوں کو ایسا کرنے میں دلچسپی نہیں۔ بھارت میں شیعہ سنی فساد ہو
کمزور ہوتا ہے اور امریکہ کیونکہ اس ملک کو کمزور کرے گا جس نے اس
چین کے خلاف کام لینا ہو۔ یہی صورتحال باقی ممالک کی بھی ہے۔"

"برصغیر میں اسلام کی اشاعت دو طریقوں سے ہوئی۔ ایک طر
محمد بن قاسم، شہاب الدین غوری کا تھا۔ یہ اسلامی جہاد کے جذبہ سے
آئے جبکہ مغلیہ خاندان دنیاوی پس منظر میں برصغیر پر حملہ آور ہوا۔ غوری
محمد بن قاسم تھوڑے عرصے بعد چلے گئے، اس لئے ان کے اثرات دیرتک
رہے۔ ایک طبقہ البتہ ایسا تھا جس کے اثرات بڑے پائیدار رہے۔ یہ
صوفیاء کا تھا۔ یہ لوگ جس مقام پر گئے وہیں پر زندگیاں بتا دیں۔ صلح جو
محبت اور امن کا پیغام ہر جگہ عام کیا۔ ان کے اثرات بڑے پائیدار ہو
۔ اہل سنت والجماعت اولیاء کے عقیدت مند ذہنی پرامن لوگ ہیں جو
تعلیمات پر عمل درآمد کی قیمت ادا کر رہے ہیں۔ یہ رائے پختہ ہوتی جا رہی
جدید جنگی مہارتوں اور اسلحے سے لیس جہادی پنجاب آئے تو شمالی علاقہ
کی طرح ان کا زیادہ تر نشانہ بریلوی مسلک کے لوگ ہی بنیں گے۔ عدم تح
یہی وہ ماحول ہے جس کے باعث نوجوان اسلحہ تھامنے پر مجبور ہو سکتے ہیں
بقاء کے لئے حد خطرناک بات ہوگی ہم اب بھی امید رکھتے ہیں حکومت او
صورت حال کی نزاکت کے پیش نظر ٹھوس کردار ادا کرے گی"۔

مولانا محمد سرفراز نعیمی کے بقول "نائن الیون سے پہلے دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کا کوئی ایجنڈا کسی کے پیش نظر نہیں تھا۔ 14 سو سال تک یہی نظام رائج رہا۔ اس کے باوجود تشدد کا عنصر کہیں نمایاں نہیں رہا۔ جو کچھ تحرک اب نظر آ رہا ہے، اس کی وجہ نائن الیون کے واقعات اور اس سے قبل روس کی افغانستان پر یلغار ہے۔ قصور درس نظامی کا نہیں، ناانصافی پر مبنی ان حالات کا ہے جن کے سبب مسلمانوں میں ردعمل اور نفرت کا ماحول پیدا ہوا۔"

علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر راغب حسین نعیمی اور اپنے گھروں میں خوش چار دین دار بچیوں کے والد گرامی ڈاکٹر نعیمی کے مطابق "کوئی انسان ہمہ پہلو شخصیت کا حامل نہیں ہوتا۔ خواہ وہ ایسا بننے کی لاکھ کوششیں کرتا رہے۔ علماء اور پیر بھی اس سے مبرا نہیں۔ عام انسانوں کی طرح علماء میں بھی نفسیاتی کمزوریاں ہیں یہ خود پر ایک عجیب طرح کی گھمبیر تاطاری کیے رکھتے ہیں۔ مسکراتے اس خوف سے نہیں کہ اپنے عام ہونے کا تاثر نہ مل سکے۔ سلام میں پہل یا اپنے گھر کے لئے سودا سلف خریدنا تو گویا بڑی شرمندگی کے کام ہیں۔ اس طرح پیر طبقہ ایک عجیب طرح کے احساس برتری کا شکار ہے۔ پیر کا بیٹا جاہل بھی ہو تو باپ کی جگہ سنبھال لیتا ہے جبکہ عالم دین کا بیٹا بنا محنت کیے عالم نہیں کہلا سکتا۔"

ماں پبلی کیشنز

